ہائی سرکل

جاسوسی دنیا الہ آباد کی تاریخ

فہرس

باب ۱ اداریے

باب ۲ گوشۂ احباب

باب ۳ متفرقات

باب ۴ اشتہارات

باب ۱

اداریے

پہلا حصہ

جاسوسی دنیا الہ آباد کے ابتدائی شماروں میں پیش لفظ کے عنوان سے اپنی صفی خود ہی کتاب کا تعارف کروایا کرتے تھے اور اس کے نیچے "ا ص" درج ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ پچیسویں شمارے تک چلا۔ ان میں سے جتنے دستیاب ہو سکے وہ ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ حواشی میں ماخذ بھی درج ہیں۔

۴

جاسوسی دنیا کا چوتھا ناول آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اب یہ آپ کے لیے کوئی نئی چیز نہیں رہ گئی ہے۔ ہندو پاکستان کا تقریباً ہر اردو پڑھنے والا جاسوسی دنیا سے روشناس ہو چکا ہے اور ہر ایک کو اس کا اعتراف ہے کہ فی زمانہ دنیا کی کوئی زبان اتنا دلچسپ لٹریچر اتنی کم قیمت پر پیش نہیں کر رہی۔

آپ اس ناول کو پلاٹ اور تکنیک کے اعتبار سے سابقہ ناولوں سے کہیں زیادہ دلچسپ پائیں گے۔ محیر العقول واقعات، دل دہلا دینے والے مناظر، جرأت و ہمت سے لبریز کارنامے، سارجنٹ حمید کی دلچسپ حرکتیں اور آپ کے ہر دلعزیز انسپکٹر فریدی کا عجیب و غریب رول، آپ کے پسندیدہ جاسوس آپ کو عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ میرا دعویٰ ہے کہ آپ ایک بار کتاب اٹھانے کے بعد اختتام پر پہنچے بغیر کتاب ہاتھ سے نہیں رکھ سکتے۔

اس ناول کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی خون نہیں ہوا۔ پھر بھی ایسے واقعات سے لبریز ہے کہ دلچسپی بڑھتی ہی جاتی ہے۔

بہرحال ناول آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود فیصلہ کیجیے کہ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

تجوری کا راز

یہ ہیتی لفظ محمد حنیف کی ویب سائٹ سے لیا گیا ہے۔

۵

جاسوسی دنیا کا پانچواں شمارہ حاضر ہے۔

اسے آپ گذشتہ شماروں سے بالکل ہی الگ تھلگ پائیں گے۔ اسمیں یورپ کے ایک ایسے خوفناک انسان لیونارڈ کی داستان ہے جس نے سارے یورپ کو ہلا کر رکھدیا تھا۔ یورپ کے بہترے اونچے اونچے خاندان اس کی چالبازیوں کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے تھے لیکن سارے یورپ کی پولیس اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اسے آجتک کسی نے دیکھا ہی نہ تھا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے نامور جاسوس بھی تھک ہار کر بیٹھ رہے تھے۔

ایک بار اچانک ہندوستان میں لیونارڈ کی موجودگی کے متعلق سنا جاتا ہے۔ پولیس اور خفیہ پولیس کے محکموں میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ اسے گرفتار کرنے کے لئے چھ نامور جاسوس تعینات کئے جاتے ہیں۔ ان میں آپکا ہیرو فریدی بھی ہے۔ اسکے بعد محیرالعقول واقعات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ سارے جاسوس ناکامیاب رہتے ہیں مگر فریدی کے ہاتھ ایک ایسا کلیو (clue) لگ جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس ان دیکھے آدمی پر قابو پا لیتا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ نے ایسی حیرت انگیز داستان اب تک نہ پڑھی ہوگی۔ فریدی کے عدیم المثال کارنامے۔ سرجنٹ حمید کی قہقہہ انگیز باتیں۔ حسن کی رعنائیاں۔ ان کے علاوہ بھی اور کتنی ہی دلچسپ اور نیند

اڑا دینے والی چیزیں اس چھوٹی سی کتاب میں ایسے انداز سے سموئی گئی ہیں کہ آپ عش عش کر اٹھیں گے۔

فریدی اور لیونارڈ

یہ پیش لفظ محمد حنیف کی ویب سائٹ سے لیا گیا ہے۔

۱۶

پہلا اڈیشن میری نظر سے نہیں گزرا سکا۔ مندرجہ ذیل پیش لفظ ۱۹۸۰ء کی دہلی میں چھپے ہوئے یکرنگ اڈیشن سے لیا گیا ہے مگر یہ پہلے اڈیشن ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

انور سیریز کا چوتھا ناول پیش کر رہا ہوں۔ یہ اس سیریز کا چوتھا اور آخری معمولی شمارہ ہے۔ پانچواں ناول اس سیریز کا خاص نمبر ہوگا جس میں انور اور رشیدہ کے ساتھ انسپکٹر فریدی اور سرجنٹ حمید بھی ہوں گے۔ میرا ارادہ تو یہی تھا کہ انور اور رشیدہ کے بارہ ناول پیش کروں گا لیکن اتفاق سے میرے پڑھنے والوں میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک کا مطالبہ ہے کہ "فریدی و حمید" سیریز پھر سے شروع کیا جائے اور دوسرا انور سیریز کو بھی پسند کر رہا ہے۔ بہر حال تعداد انہی لوگوں کی زیادہ ہے جو "جاسوسی دنیا" میں صرف فریدی و حمید کے کارنامے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ شمارے (خاص نمبر) سے پھر فریدی اور حمید کے کارنامے شروع کر دوں۔

پیش نظر ناول خونی پتھر میں ایک حیرت انگیز داستان ہے جو ایک سیاہ رنگ کے بیش قیمت پتھر کی چوری سے شروع ہوتی ہے اور ایک بھیانک موڑ پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ جوان سال پرائیویٹ جاسوس انور اس ناول کے شروع میں ہی ایک بھیانک جال میں پھنس جاتا ہے۔ کیا وہ درحقیقت جال تھا؟ پروفیسر تیموری کو کس نے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد پھر ایک قتل اور۔ کیا رابعہ قاتل تھی؟ پروفیسر تیموری کے سیکرٹری کو بھی آپ قاتل سمجھیں گے۔ گلوریا بھی آپ کو قاتل ہی معلوم ہوگی اور سر صغیر احمد تو سو فی صدی قاتل تھا۔ اس ناول کا ہر کردار آپ کو قاتل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً قاتل کون تھا؟ یہ معلوم کر کے آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے اور قتل کا مقصد؟ وہ بھی قاتل ہی کی طرح حیرت انگیز ثابت ہوگا۔ "انور اور رشیدہ" کی دلچسپ نوک

جھونک ۔سرکاری جاسوس انسپکٹر آصف سے جھڑپیں ۔اس کے علاوہ اور بھی بہتیری دلچسپیاں۔

جون ۱۹۵۳ء [؟]: خونی پتھر

۱۸

پہلا اڈیشن میری نظر سے نہیں گزرا سکا مندرجہ ذیل پیش لفظ ۱۹۸۰ء کی دہلی میں چھپے ہوئے کلرنگ اڈیشن سے لیا گیا ہے مگر یہ پہلے اڈیشن ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

خاص نمبر کے بعد فریدی اور حمید کا دوسرا کارنامہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ ایک رنگین مزاج اور دولتمند لڑکی کی داستان ہے جس کا منگیتر عجیب وغریب حالات میں موت کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کا عاشق جیل میں پہنچ جاتا ہے۔

عالیہ ایک رنگین مزاج لڑکی تھی۔اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ساتھ ہی ساتھ آزاد خیال بھی تھی۔روزانہ نئے نئے دوست بناتی تھی۔لہٰذا اس حادثے کے رونما ہونے پر لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عالیہ بھی اس سازش میں شریک تھی۔ممکن ہے اس نے کسی نئے دوست کی خاطر ان دونوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو۔بظاہر حالات عالیہ کے خلاف ہی تھے۔

لیکن فریدی اس کیس کو اتنا سطحی نہیں سمجھتا۔وہ ایک ایسی حیرت انگیز بات دریافت کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور پھر وہ صحیح مجرم کو منظر عام پر کھینچ لاتا ہے۔سرجنٹ حمید نے بھی اس داستان میں کئی کارنامے انجام دیے ہیں۔قہقہے بکھیرے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۵۳ء [؟]: عجیب آوازیں

۲۰

اِس بار ایک ہیجان آفرین داستان پیش کر رہا ہوں۔میں نے شروع ہی سے اس بات کا خیال رکھا ہے

کہ میرے ناولوں میں یکسانیت نہ پیدا ہونے پائے۔ اس سلسلے میں کتنی کدوکاوش کرنی پڑتی ہے یہ لکھنے والے کا دل ہی جانتا ہے! ہوسکتا ہے کہ اس کوشش میں مجھ سے کہیں لغزش بھی ہوگئی ہو! لیکن ایمانداری سے بتایئے گا کہ کبھی آپ نے میرا کوئی ناول پڑھتے وقت کہیں پر کسی قسم کی اکتاہٹ بھی محسوس کی؟ اگر نہیں تو پھر چاہے بھوت کی آندھی جیسا science fiction ہو چاہے بھیانک جزیرہ جیسا "سندباد کا سفر" آپ کو کوئی شکایت نہ ہونی چاہئے۔ کچھ بھی ہو آپ میرے ناولوں کو پڑھتے وقت یہ ضرور محسوس کریں گے کہ میں ۔کاما ت سے آگے نہیں بڑھتا اور کہانی میں realism کا بھلے ہی قائل نہ ہوں لیکن کم از کم آپ کو میرے یہاں realistic treatment ضرور ملے گا! ان چند سطروں کو دل چاہا اپنے خطوط کا جواب سمجھئے، دل چاہا اگلے ناول کا پیش خیمہ۔

اس ناول میں ایک تحیر خیز داستان پیش کی گئی ہے جو ایک پراسرار روشنی سے شروع ہو کر ایک خوفناک سازش کے انکشاف پر ختم ہو جاتی ہے۔ آپ کو اس میں ایسے جوان آدمیوں کی لاشیں ملیں گی جو مرنے کے بعد بوڑھوں کی طرح سفید ہو گئے تھے۔ ایک خوفناک عورت جو فریدی پر کوڑے برساتی ہے۔ ایک ایسا منظم گروہ جسے سراغرسانوں کی ہر اسکیم پہلے ہی سے معلوم ہو جاتی تھی۔ فریدی انہیں کس طرح پکڑتا ہے؟ سونے کی ناجائز برآمد کے پردے میں کیا ہو رہا تھا۔ ایک سنسنی خیز انکشاف۔ نیلی روشنی بجائے خود ایک تہلکہ تھی۔ ایک ہیجان تھی۔ لیکن اس کی حقیقت کیا تھی؟ ان سب باتوں کا جواب انسپکٹر فریدی کی زبانی سنئے۔ سرجنٹ حمید بھی اس ناول میں آپ کو کافی چاق و چوبند نظر آئے گا۔ اور اس کے قہقہے؟ بھلا انہیں کون روک سکتا ہے۔ اس کی عجیب و غریب حرکتوں پر بھلا کون پابندی عائد کر سکتا ہے۔ بہرحال کارناموں سے بھرپور ناول پیش کر رہا ہوں۔

اکتوبر ۱۹۵۳ء: نیلی روشنی

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ حالت خستہ، سرورق ندارد۔

جاسوسی دنیا کا تیسرا خاص نمبر پیش کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ گذشتہ نمبروں کی طرح اسے بھی پسند کریں گے۔ اس میں آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جو ایک سراروسراغرسانی کے ناول کے لئے ضروری ہے۔ اس میں آپ کو دو بہت ہی عجیب وغریب کردار ملیں گے۔ ایک ارسلانوس کا کردار اور دوسرا جمیلہ کا۔ خصوصاً جمیلہ کے کردار کے لئے میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُردو میں بالکل نیا ہے اور انگریزی میں بھی کم از کم میری نظروں سے اس قسم کا کوئی کردار نہیں گذرا۔

جمیلہ کا کردار دوہری شخصیت (dual personality) کا حامل ہے۔ دن میں وہ کچھ نظر آتی ہے اور رات میں کچھ۔ میں نے اُس کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ میں اِس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

اِس داستان کی شروعات ایک ایسے کتے کے رونے کی آواز سے ہوتی ہے جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ سینکڑوں برس سے اسی طرح روتا آرہا ہے۔ جمیلہ خود کو اب سے ہزاروں سال قبل کی دنیا کی باشندہ سمجھتی ہے اور نہ صرف اُسے بلکہ دوسروں کو بھی اُس کے گھر میں ہزاروں سال قبل کے آدمی دکھائی دیتے ہیں۔ حکیم ارسلانوس کبھی پاگلوں کی سی باتیں کرتا ہے اور کبھی یونان کے قدیم فلسفیوں کے متعلق بحث کرتا نظر آتا ہے۔ آپ اُس بارُخی کو کبھی نہ بھلا سکیں گے جہاں فریدی نے خلا میں انسانی کھوپڑیوں کا ناچ دیکھا تھا۔ انسانی کھوپڑیاں جن میں چراغ جل رہے تھے۔ اور فریدی کا ریوالور بھی فضا میں معلق ہو کر انہیں کھوپڑیوں کے ساتھ ناچنے لگا تھا۔ سرجنٹ حمید کی بوکھلاہٹوں کا لطف تو اس ناول میں آئے گا۔ کبھی آپ منہ دبائیں گے اور کبھی پیٹ۔

نومبر ۱۹۵۳ء: شاہی نقارہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ حالت خستہ، سرورق ندارد۔

۲۳

پہلا اڈیشن میری نظر سے نہیں گزرا سکلہ مندرجہ ذیل پیش لفظ ۱۹۸۰ء کی دہلی میں چھپے ہوئے یکرنگ اڈیشن سے لیا گیا ہے مگر یہ پہلے اڈیشن ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

قاتل سنگریزے کو آپ ہر حیثیت سے دلچسپ پائیں گے۔ اس میں تحیر، مزاح، کردار نگاری اور داستان کی دلچسپی سب کچھ موجود ہے۔ ایک کرنل کی موت پراسرار حالات میں ہوئی۔ وہ اپنے ریوالور سے کسی پر حملہ کرتا ہے مگر خود مر جاتا ہے لیکن اسے گولی نہیں لگی تھی۔ اس کا بھائی پھول توڑتے وقت چیخ کر گرتا ہے اور مر جاتا ہے۔ پھر بھتیجا اپنی کار میں بیہوش پایا جاتا ہے۔ آسمان سے مردہ پرندوں کی بارش، ایک عجیب وغریب جانور کا تذکرہ جس کا نام کوئی نہیں جانتا تھا۔ پُراسرار آدمی کی داستان جس سے سب خائف رہتے تھے جو نوجوان لڑکیوں کو اٹھا لے جاتا تھا۔ جس نے کرنل سے انتقام لینے کی قسم کھائی تھی۔ فریدی اس ناول میں بہت پرسکون نظر آتا ہے لیکن وہ خاموشی سے کیا کرتا رہا تھا؟ انکشاف ہوتے ہی آپ چونک پڑیں گے۔ ایک لڑکی تین مرد، سرجنٹ حمید نے دل پر جبر کر کے ہاتھ پیر ہلائے تو ایک حماقت کر بیٹھا، لیکن وہ حماقت بھی کام آ گئی۔

جنوری ۱۹۵۴ء [؟]: قاتل سنگریزے

۲۴

پہلا اڈیشن میری نظر سے نہیں گزرا سکلہ مندرجہ ذیل پیش لفظ ۱۹۸۰ء کی دہلی میں چھپے ہوئے یکرنگ اڈیشن میں شامل ہے مگر پہلے اڈیشن ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

یہ ناول ایک بالکل ہی نوکھی اور نئی کہانی پیش کرتا ہے۔ جرم کرنے والوں میں sadist یا اذیت کوش آج کل نمایاں نظر آتے ہیں۔ آئے دن آپ نے اخباروں میں کم عمر لڑکوں اور لڑکیوں کے اغوا اور بعد میں اُن

کے بے رحمانہ قتل کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ آپ اسے یقین مانیں کہ ایسے بھیانک جرائم کے پیچھے ایسی معصوم صورتیں بھی ہوتی ہیں جن کی طرف کسی کا گمان بھی نہیں جا سکتا۔ یہ اپنے جنسی دباؤ سے مجبور ہو کر اس حد تک خطرناک مریضانہ اور بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہیں کہ انہیں انسانی ہڈیوں کے چچوڑنے میں رسیلی جلیبیوں کا مزہ آتا ہے۔

ایسا ہی ایک کردار آپ کو اس ناول میں ملے گا۔ میاں حمید بھی اس مرتبہ کافی چاق و چوبند رہے۔ انہوں نے محض باتیں نہیں بنائیں بلکہ کچھ کیا بھی ہے۔

آئندہ شمارہ جوبلی نمبر ہوگا۔ جاسوسی دنیا اب تک چوبیس ناول پیش کر چکی ہے۔ اپنی دو سال کی شاندار کامیابی اور لازوال کارناموں کی یادگار مناتے ہوئے اس کا پچیسواں ناول خوفناک ہنگامہ جوبلی نمبر کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ اس کی پوری طرح کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ ناول ایک غیر فانی کارنامہ بن سکے۔ اس کے صفحات میں بھی دوسرے خاص نمبروں کے مقابلہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے ایک ایک جز پر جاسوسی دُنیا کا ادارہ شبانہ روز محنت کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ جوبلی نمبر دیکھ کر ایک بار چونک ضرور پڑیں گے۔ اس کی چھپائی ایک نیا تجربہ، اس کا سرورق ایک نیا حُسن لے کر آپ کے سامنے آئے گا۔

خوفناک ہنگامہ کی کہانی کے لیے میں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اب تک جتنے ناول مَیں نے چیلنج کے ساتھ لکھے ہیں، انہیں آپ سب نے پسند کیا ہے۔ جوبلی نمبر بھی اسی اعتماد کے سہارے لکھ رہا ہوں اور آپ یقین کیجئے کہ پڑھنے کے بعد آپ اسے زندگی بھر نہیں بھول سکتے۔

خوفناک ہنگامہ میں آپ کو ایک بار پھر آپ کے محبوب کردار انور اور رشیدہ ملیں گے۔ حمید نے تو اس بار کمال ہی کیا ہے۔ یقیناً اس کی سنجیدگی آپ کو چونکا دے گی۔ فریدی کو اس بار ایک عجیب و غریب عورت سے ٹکر لینا پڑی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یورپ کے تین نامور جاسوس فریڈرک، شلائر اور گارساں سے فریدی کی مڈبھیڑ۔ بھیانک ہڈیوں کے پنجر، عجیب و غریب مچھلی اور دوسری دلچسپیاں آپ کو ملیں گی جن کے لیے جاسوسی دنیا مشہور ہے۔

فروری ۱۹۵۴ء [؟]: پتھر کی چیخ

خوفناک ہنگامہ میں نے چیلنج کے ساتھ لکھا ہے اور اسی چیلنج کے ساتھ جوبلی نمبر کی صورت میں اسے پیش کر رہا ہوں۔ تحیر اور استعجاب۔ قدم قدم پر نئی دھڑکنیں اور نئے ہنگامے ایک ایسا ماحول آپ کے سامنے لائیں گے کہ آپ بہر حال یہ ضرور سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ جاسوسی ادب نے ایسا کارنامہ آج تک کسی زبان میں نہیں پیش کیا ہے۔

اس کہانی کے محرم کوئی معمولی انسان نہیں ہیں۔ فریڈرک، شلائر اور گارساں تین بھیانک انسان جن کی آپس کی لڑائی نے فریدی جیسے ذہین، نڈر اور باحوصلہ شخص کو پریشان کر دیا۔ ایک بین الاقوامی مجرم، ہندوستان کے ایک عظیم سائنسدان سے ایک گہرا راز حاصل کرنے کے لیے کتنے خون کر ڈالتا ہے۔ مجرموں کا یہ گروہ انہیں میں سے ہے جس نے مسولینی کو دوسری جنگ عظیم کے دوران فرار ہونے میں مدد دی تھی۔

میاں حمید کا کردار آپ لوگوں کے لئے ہمیشہ ایک بحث کا موضوع رہا۔ وہ ہنسوڑ ہے۔ کھلنڈرا ہے۔ ہر وقت زندگی کی تیز دھوپ سے بچنے کے لیے قہقہوں کے رنگ میں محل تیار کرتا رہتا ہے۔ مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ جب وہ کام کرنے پر آتا ہے تو فریدی بھی تعجب میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی بہادری اور تیزی اپنی جگہ پر اٹل ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ خود مذاق بن کر دوسروں کو مضحکہ خیز بنا کر لفظ اٹھاتا ہے۔

جوبلی نمبر کی صوری خوبصورتی کے لئے مجھ سے زیادہ میرے ادارہ کے افراد مستحق مبارکباد ہیں جنہوں نے دن رات ایک ایک چیز پر محنت کی ہے۔ یہ دوہری رنگین چھپائی، واقعات کی یہ مصوری اور خاکے، یہ حسین حاشیے، سرورق کی یہ جگمگاہٹ ان سب میں میرے ساتھی شریک رہے اور انہیں کے تعاون کی بنا پر میں یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اتنی ضخیم کتاب اس شاندار گٹ اَپ کے ساتھ کوئی نہیں پیش کر سکتا۔

میں سنسنی خیز اشتہار بازی کا قائل نہیں ہوں اور جو کچھ بھی کامیابی جاسوسی دنیا کے ناولوں نے حاصل کی ہے وہ اسی بنا پر کی ہے کہ جب بھی آپ سے جو وعدہ کیا گیا اُسے حتی الامکان پورا کیا گیا۔ اردو میں کسی مصنف کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ اس کی کتابیں سال بھر میں ڈیڑھ لاکھ سے زاید فروخت ہوتی ہوں اور

جاسوسی دنیا کے ناولوں کے مصنف یعنی اس خاکسار کو یہ فخر صرف آپ کے ذوقِ سلیم اور اپنے ساتھیوں کے تعاون کی بنا پر حاصل ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ جو کچھ بھی میں نے وعدہ کیا تھا جوبلی نمبر کو آپ اُس سے بھی بڑھ چڑھ کر پائیں گے اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاٗ اللہ آئندہ خاص نمبر میں آپ کو اِس سے بھی زیادہ صوری و معنوی خوبیاں نظر آئیں گی۔

مارچ ۱۹۵۴ء خوفناک ہنگامہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

اپنے بھائیوں سے

خوفناک ہنگامہ (جوبلی نمبر) کے سلسلے میں آپ سب کے حوصلہ افزا خطوط میرے لئے باعثِ فخر ہیں۔ میں آپ سب کی محبت کا مشکور ہوں۔ جاسوسی دنیا کے ناولوں کی یہ عدیم المثال مقبولیت، اس کے خاص نمبروں کی یہ دھوم آپ کی محبت اور خلوص کا ثبوت ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس قلم کی ہر جنبش اور ان ہاتھوں کی ہر کوشش آپ کیلئے وقف ہے۔ آپ ہمیشہ جاسوسی دنیا کے ناولوں میں ایک نئی بات ایک نئی دلچسپی اور ایک نیا انداز پائیں گے۔

آپ کے مشورے، آپ کی پرخلوص رائے کا مجھے ہمیشہ خیال رہا ہے اور اسی کے سہارے جاسوسی دنیا اس منزل تک پہونچی ہے۔ اپنے بہت سے دوستوں کی خواہش اپنی تصویر کے بارے میں نہ پوری کر سکا۔ بہرحال تا یقین دلاتا ہوں کہ تصویر کی صورت میں بھی جلد ہی حاضر خدمت ہو سکوں گا۔

آئندہ خاص نمبر کی تیاری شروع کر دی ہے۔ آپ اسے گذشتہ خاص نمبروں سے آگے ہی پائیں گے۔ اور مجھے بھروسہ ہے کہ پچھلے چار خاص نمبروں کے مقابلہ میں آنے والے خاص نمبر کو آپ زیادہ پسند کریں گے۔

مجھے اتنے زیادہ دوستوں اور بھائیوں نے جوبلی نمبر کی کامیابی کی مبارکبادی کے سلسلے میں یاد کیا ہے کہ

فرداً فرداً جواب دینا ناممکن ہے۔ اس لئے جاسوسی دنیا کے صفحات پر مل رہا ہوں۔

ایک بار پھر جوبلی نمبر کی پسندیدگی کے شکریہ کے ساتھ

آپ کا اپنا

ابن صفی

اپریل ۱۹۵۴ء: دوہرا قتل

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

دُوسرا حصہ

جاسوسی دنیا شمارہ نمبر ۲۶ سے کتاب کا تعارف کروانے کی ذمہ داری عباس حسینی نے لے لی۔ اس تعارفی تحریر کا عنوان 'اداریہ' ہوتا تھا اور متن کے نیچے اُن کا نام درج ہوتا تھا۔ شمارہ نمبر ۲۶ سے ۸۸ تک جو پہلے ایڈیشن دستیاب ہو سکے اُن کے اداریے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

۲۶

خوفناک ہنگامہ جاسوسی دنیا کا جوبلی نمبر جس شان و شکوہ سے نکلا اُسی طرح اُس کا خیر مقدم بھی کیا گیا۔ لوگوں کے انتظار اور جاسوسی دنیا سے محبت کا وہ نظارہ قابلِ دید تھا جب شایع ہونے سے قبل دفتر میں ہزاروں شایقین کے سوالیہ چہرے گھومنے لگے۔ ''جوبلی نمبر آیا؟'' یہ سوال ہر لمحہ شدت اختیار کرتا گیا۔

اور پھر جوبلی نمبر کے بازار میں آتے ہی تار اور خطوط ڈھیر ہونے لگے۔ دوبارہ فرمایش، ابن صفی کے چاہنے والوں کے مبارکبادی کے محبت نامے، جاسوسی دنیا کو ایک نئے تجربے پر شاباشی اور یہ سب اتنی زیادہ تعداد میں موصول ہوئے کہ گذشتہ ریکارڈ بھی توڑ گئے۔ جوبلی نمبر کی اشاعت اُردو میں بیشک ایک نئے باب

کا اضافہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ابن صفی کا سحر طراز قلم ہمیشہ نئی چیزیں اور نئے واقعات سامنے لاتا ہے۔

اِس ناول میں اُس کے قلم نے حیرت انگیز انگڑائی لی ہے۔ پچیس لازوال ناول پیش کرنے کے بعد اس بار اس نے ایک بالکل نیا اور عجیب و غریب ماحول لیا ہے۔ آپ کو اس میں دو بڑے دلچسپ کردار ملیں گے۔ مگر وہ ایک تھے؟ ساری دنیا انہیں دو دیکھتی تھی لیکن وہ اپنے کو ایک ہی کہتے تھے۔ دونوں بیک وقت بولتے تھے۔ ایک ساتھ چلتے تھے۔ آوازوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ پھر وہ کون تھے؟ آپ اپنے قہقہوں کو کسی طرح نہیں روک سکتے۔ اور ایک حیرت انگیز بھیانک قتل؟ جو بھی مقتول کو دیکھتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا ہے؟ اس کی پشت میں دو خنجر پیوست ہیں۔ مگر خنجر پیوست ہونے سے پہلے وہ قتل کر دیا گیا تھا۔ قاتل کون تھا؟ وہ دونوں؟ فوزیہ؟ شمس؟ یا پھر کون؟

سرجنٹ حمید فریدی سے ایک نئی بات سیکھتا ہے۔ قتل بھی رجسٹرڈ بیا بک پوسٹ ہوتے ہیں۔ جی ہاں! ٹکٹ کے ذریعہ خون؟ آپ تفصیل پر جب پہونچیں گے تو اچھل پڑیں گے۔

ایشیا کا واحد [؟] ناول نگار ابن صفی دنیا کا واحد مصنف ہے جو مزاح، رومان، تحیر، استعجاب، ہوشربا، سنسنی خیز، بھیانک اور جرائم سے متعلق واقعات کو ایک سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ اس کا جواب اُردو ادب ہی میں نہیں عالمی ادب میں بھی نہیں۔ ابن صفی پچیس ناولیں پیش کر کے اپنا یہ چیلنج منوا چکا ہے کہ وہ اپنی طرز کا واحد ادیب ہے۔

اپریل ۱۹۵۴ء [دوہرا قتل]

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

لاشوں کا آبشار جاسوسی دنیا کا خاص نمبر ہوگا۔ اس سے قبل چار خاص نمبر موت کی آندھی، بھیانک جزیرہ، شاہی فقارہ اور خوفناک ہنگامہ (جوبلی نمبر) عدیم المثال مقبولیت کے ریکارڈ قائم کر چکے ہیں۔ آخر کے تین نمبروں کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور موت کی آندھی کے دوسرے ایڈیشن کی تیاریاں ہو رہی

ہیں۔

ایسے عظیم الشان، بے نظیر اور شاندار ناول پیش کرنے کے بعد جاسوسی دنیا کا انتیسواں ناول لاشوں کا آبشار مصنف ابن صفی بطور خاص نمبر پیش کر رہے ہیں۔ اپنے گذشتہ معیار اور عالمگیر شہرت کی بنیاد پر ابن صفی نے اسے بھی ایک عالمی کارنامہ بنانے کا عہد کیا ہے۔ ان کا یہ چیلنج ایک بار پھر دنیا کے بہترین دماغوں میں کھلبلی مچا دے گا۔ لاشوں کے آبشار میں دھڑکنیں ہیں، ہر ہر قدم پر کبھی نہ مٹنے والا تحیر ہے، تعجب ہے، سنسنی ہے رونگٹے کھڑے کر دینے والا عجیب و غریب ماحول ہے فریدی اور حمید کے دل ہلا دینے والے کارنامے ہیں، سازشیں ہیں۔ ایک ایسا خوفناک انسان ہے جسے دیکھ کر فریدی کو دانتوں پسینے آجاتے ہیں۔ ایک ایسی عورت ہے جو خود کو پھول سمجھتی ہے۔ اُس کا کہنا ہے کہ وہ تالاب میں اُگی تھی! مگر وہ پاگل نہیں! حسن کی چنگاریاں ہیں اور عشق کی کروٹیں ہیں، گیتوں کے ہار ہیں اور اُن سب کے علاوہ حمید کی قہقہہ شگاف باتیں ہیں۔ دنیا کے دو معرکۃ الآرا کردار فریدی اور حمید کا یہ انوکھا اور اچھوتا کارنامہ صرف ابن صفی ہی کا قلم پیش کر سکتا ہے۔ جاسوسی دنیا کا آئندہ ناول خاص نمبر ہوگا۔ گٹ اَپ اور جملہ ظاہری خصوصیات کے اعتبار سے بھی آپ اسے گذشتہ خاص نمبروں سے بڑھ چڑھ کر پائیں گے۔

ابن صفی کا یہ کارنامہ آئندہ ناول کی صورت میں بطور خاص نمبر جون کے دوسرے ہفتے میں دیکھئے۔

اس ناول کی کہانی اپنے پیچیدہ پلاٹ کے اعتبار سے دنیا کی چند انتہائی پراسرار کہانیوں میں سے ایک ہے۔ ایک شخص جو قاتل ہے! مگر جو بے گناہ ہے! ایک عورت جس نے شوہر کو دھوکا دیا! ایک عجیب و غریب گڑیا! ایک آدمی جو گرمیوں میں پاگل ہو جاتا ہے۔ جس کی مونچھیں، ابرو، پلکیں، چندیا سب کچھ صاف تھی! قتل کا ایک حیرت انگیز کیس! جس میں میاں حمید بے پناہ طور پر دلچسپی لے رہے ہیں۔ حمید کے انوکھے لطیفے، اُس کے قہقہے آپ کبھی نہ بھول سکیں گے۔ فریدی نے زیادہ پریشانی نہیں اٹھائی مگر ایک منزل پر پہونچکر وہ بھی چکرا جاتا ہے! ابن صفی کا یہ دلچسپ، پراسرار کارنامہ آپ بار بار پڑھیں گے۔

جون ۱۹۵۴ء: بیگناہ مجرم

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

گیتوں کے دھماکے میں ابن صفی نے ایک نیا اسٹائل سامنے رکھ کر اُردو میں ایک خوبصورت باب کا اضافہ کیا تھا۔ سیاہ پوش لٹیرا صرف اُردو میں نہیں بلکہ عالمی ادب میں ایک کارنامہ ہے۔ اس کے مرکزی کردار سیاہ پوش لٹیرے سے ملئے۔ اسے عوام نے مسخرے بھیڑیئے کا خطاب دیا تھا۔ اس کی شخصیت بیحد حیران کن تھی۔ جرائم کی دنیا میں وہ انوکھا مجرم تھا جس نے کبھی خون سے ہاتھ نہیں رنگے اور یہ تو بہت بڑی بات ہے اُسے مار پیٹ تو کیا کسی کو دھکا دینا بھی گوارا نہ تھا۔

ایک ایسے عجیب وغریب کردار کی تخلیق اور اُسے اتنے حیرت انگیز اور کامیاب طریقے سے پیش کر کے ابن صفی نے اُردو جاسوسی ناول نگاری کو عالمی جاسوسی ادب کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا ہے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ ایسا کردار بہرام اور آرسین لوپن کے کارناموں میں بھی نہیں ہے۔ اس مقام پر کانن ڈائل، لیبلانک، پیٹر شیلی، لسلی چارٹرز، بوتھبی، گارڈنر اور آگاتھا کرسٹی کے قلم بھی ناکام رہے! لٹیرا اور تشدد سے دُور! مار پیٹ اور خون سے متنفر!

اور اس دنیا کے آٹھویں عجوبے کو ابن صفی نے ایک حقیقت بنا کر رکھا ہے۔

اس کہانی کا پہلا منظر ہنساتے ہنساتے پیٹ میں بل ڈال دیتا ہے۔ زہرہ جمال کے گھر پہونچ کر تو میاں حمید کی بوکھلاہٹیں قابل دید ہوتی ہیں۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب حمید ایک لڑکی کے پیر کا انگوٹھا چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں آپ کو "بداخلاق کتے" ملیں گے۔ اُن کی بداخلاقی تعجب خیز بھی ہے اور مضحکہ انگیز بھی۔ ایک عجیب وغریب ہار جس کی حصولیابی کے لئے فریدی اور وہ لٹیرا دونوں کوشش کرتے ہیں۔ فریدی کس طرح کامیاب ہوتا ہے؟ وہ لٹیرا کون تھا؟ اس کی شخصیت جب منظر عام پر آتی ہے تو لوگ حیرت سے چیخ اٹھتے ہیں۔ آخر کیوں؟ ان سب کا جواب آپ کو ناول کے صفحات ہی دے سکیں گے۔

جاسوسی دنیا کا آئندہ شمارہ حرف کے بھوت خاص نمبر ہوگا۔ اس سے قبل پانچ عظیم الشان خاص نمبر اور چھبیس عام ناول پیش کر کے جاسوسی دنیا اپنی دھاک بٹھا چکا ہے۔ جاسوسی دنیا کی کامیابی پہلے ایک چیلنج تھی

اور آج پہاڑ کی طرح یک اٹل حقیقت بن چکی ہے کہ سارے ایشیا میں کسی بھی زبان میں اتنا کثیر الاشاعت ماہنامہ اور ہر ماہ ایک بے حد دلچسپ ناول پیش کرنے والا ادارہ کوئی نہیں ہے۔ ایشیا کی تمام زبانوں میں یہ فخر اردو ہی کو حاصل ہے اور اُردو کے اس فخر پر جاسوسی دنیا کو ناز ہے اور جاسوسی دنیا کی یہ کامیابی ابن صفی کی رہین منت ہے۔

تو اس طوفانی ہنگامہ خیز اور ملک کے سب سے بڑے مصنف ابن صفی کا یہ کارنامہ برف کے بھوت ایک اور جگمگاتی مشعل بلند کرے گا۔ برف کے بھوت میں کچھ اور دلچسپیاں بھی ملیں گی۔ اس میں غزالہ ملے گی، یاسمن کے پھولوں کی طرح تر و تازہ جسے دیکھ کر فریدی کو بھی رومان یاد آجاتا ہے ہیبتناک بھوت، خوفناک لڑائیاں، ڈیڑھ فٹ لمبے پیروں کے نشانات کا راز، سرجنٹ حمید کے قہقہہ انگیز کارنامے اور وہ تمام دلچسپیاں جن کے لئے ابن صفی کا قلم شہرت رکھتا ہے۔

برف کے بھوت ابھی سے اپنے لئے محفوظ کرالیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ اکثر ابن صفی کے ناولوں کیلئے تین اور چار چار ایڈیشن تک زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔

اکتوبر ۱۹۵۴ء: سیاہ پوش لاہور

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

پرہول سناٹا میں ابن صفی نے ایک نیا تجربہ کیا ہے!

مجرم ذہن کس طرح اپنے حالات پر پردہ ڈالتا ہے؟ وقت آنے پر وہ کتنا بے رحم، سفاک اور درندہ صفت ثابت ہوسکتا ہے؟ اس کا اندازہ اس کہانی کے دو بھیانک کرداروں سے ہو سکے گا۔ اس کہانی کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ لوگ جو سوسائٹی کے ایک اہم رکن سمجھے جاتے ہیں جنکے عزت و وقار کی داستانیں زبان زد عام ہوتی ہیں۔ وہ اگر جرائم پر اتر آئیں تو کتنے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

پرہول سناٹا ہمیں ابن صفی کے اُن گذشتہ کارناموں کی بیساختہ یاد دلاتا ہے جن میں فریدی اور لیونارڈ،

مصنوعی ناک موت کی آندھی اور نیلی روشنی خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ پرہول سناٹا پڑھ کر آپ یہ محسوس کر سکیں گے کہ ابن صفی کا یہ شاہکار اپنے اُن سابقہ کارناموں کو کہیں پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اب تک انہوں نے جتنے بھی کارنامے سامنے رکھے ہیں، پرہول سناٹا تحیر واستعجاب، اسرار، سراغرسانی، رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات کے اعتبار سے سب سے بازی لے گیا ہے۔ فریدی نے جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ اپنی جگہ پر اٹل ہیں لیکن حمید بھی اس بار بہت آگے رہا ہے!

خاص نمبر برف کے بھوت جاسوسی دنیا کی قدیم روایات کے مطابق شاہانہ طور پر عوام کے سامنے آیا اور اُس کا سواگت بھی اُسی طریقہ پر ہوا۔ برف کے بھوت کی یہ کامیابی ابن صفی کے اُسی قلم کی جولانیوں کی رہین منت ہے جس کا چیلنج ہے کہ وہ خود ہی اپنے ریکارڈ توڑنے کی قدرت رکھتا ہے۔

ابن صفی کی طرف سے اُن لاکھوں پڑھنے والوں کا شکریہ! جن کے بیشمار حوصلہ افزا خطوط کا انبار ہماری ہمت افزائی اور ابن صفی کی لافانی عظمت کا ایک نشان ہے!

اس شمارے میں خبروں کی دلچسپیوں کیساتھ آپ ترتیب میں بھی خوشگوار تبدیلی محسوس کریں گے اور اُمید ہے کہ آپ اُسے پسند کریں گے۔

دسمبر ۱۹۵۴ء: پرہول سناٹا

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ خبریں اصل فارمیٹ سے پہلے کے صفحات پر شائع ہوتی تھیں۔ شمارہ ۳۹ کے اداریے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محکمہ ڈاک کے تقاضے پر شامل کی گئی تھیں۔

۳۵

چیختے درپے میں ابن صفی مزاح وتحیر کے نئے پھول کھلاتے ہیں۔

برف کے بھوت کے بعد سے اُن کے قلم نے جو حیرت انگیز انگڑائی لی ہے اُسکی جھلکیاں پرہول سناٹا میں ملتی ہیں مگر چیختے درپے میں یہ انداز اپنی پوری اُٹھان پر ہے۔ اس بار اُنہوں نے بہت ہنسایا ہے۔

ٹماٹروں کی شاندار لڑائی، پروفیسر ٹی اے جھوس، انڈے کی چھ زردیاں، پروفیسر چنگھاڑنی، ڈاکٹر زیٹوا اس طرح سامنے آتے ہیں کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتا ہے لیکن قہقہوں کے ان لالہ زاروں میں ایک عجیب و غریب اور سنسنی خیز کہانی ہے۔ ایک عورت کا قتل اور اس کے بعد اُس کے تاجر شوہر کا قتل۔ ڈی آئی جی کی لڑکی کے سسرال والوں کا اس قتل سے تعلق، لنگڑی کوٹھی کا راز، رفعت نعیم کی موت، یہ سب واقعات اتنے پُراسرار ہیں کہ ہر لمحہ حیرت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ ابن صفی کی سب سے بڑی خصوصیت میری نگاہ میں یہی ہے کہ وہ ایک جاسوسی کہانی میں مزاح اور شگفتگی برقرار رکھتے ہیں اور وہ بھی اس انداز سے کہ کہیں حالات حاضرہ پر بحث ہے تو کہیں کسی اہم مسئلہ کے نکات کا بیان ہے کہیں سماجی اُلجھنوں کے خلاف آواز ہے تو کہیں معاشرتی خرابیوں پر سنجیدہ مشورے ہیں اور ان سب کے ساتھ جاسوسی کہانی کا انداز اپنی جگہ پر اٹل ہے۔

اس شمارہ میں ابن صفی کی کہانی کے علاوہ دلچسپ اور معلوماتی خبریں بھی ہیں۔ غزل بھی ہے اور ایک مضمون بھی ہے۔ نفسیات اس دور کا ایک اہم موضوع ہے اور جرائم کا نفسیات سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس دلچسپ مضمون کو قسط وار شایع کیا جائے گا۔

اس ماہ سے ''گوشہ احباب'' کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں جاسوسی دنیا کے لاکھوں پڑھنے والوں کے خطوط کے اقتباسات شایع کیے جائیں گے۔

جنوری ۱۹۵۵ء: چیختے دریچے

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ صفحہ ۲ پر باقاعدہ فہرست مضامین پر مشتمل تھا جس کے بعد 'اداریہ' صفحہ ۳ پر تھا۔ اس ماہ کی فہرست مضامین کے مطابق مندرجہ ذیل تھے: اداریہ (عباس حسینی) ص ۳، غزل (جوش ملیح آبادی) ص ۴، نفسیات اور جرائم (مجاور حسین) ص ۵، دلچسپ خبریں (ادارہ) ص ۷، کوائف عالم (ادارہ) ص ۱۰، چیختے دریچے (ابن صفی) ص ۱۲، خطرناک دشمن (ابن صفی) ص ۱۲۰، گوشہ احباب ص ۱۲۲، لطائف ص ۱۲۴ اور فلمی ریویو ص ۱۲۵۔ 'خطرناک دشمن' دراصل اگلے ناول کا اشتہار تھا۔

خطرناک دشمن ابن صفی کا ایک سنسنی خیز کارنامہ ہے۔

برف کے بھوت کے بعد سے ابن صفی نے اپنے قلم سے ایک نیا موڑ پیدا کیا ہے۔ اب اُنکی کہانیوں میں مزاح اور ہنسی کی پھلجھڑیوں کے ساتھ دل دہلا دینے والے بموں کے دھماکے بھی سنائی دیتے ہیں۔ پڑھنے والوں کا دل دھڑکتا رہتا ہے کہ اب کیا ہوگا؟ اور اکثر تو ایک لحظہ کیلئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کائنات ٹھہر گئی ہے۔ ہر چیز ساکن ہے۔ اور ایسے سناٹے میں صرف اپنا دل دھڑک رہا ہے! یہ بات پرہول سناٹا میں بھی تھی، چیختے درپے میں بھی تھی مگر خطرناک دشمن میں اپنی پوری اٹھان پر ہے۔ راہل جیل سے کیوں چھوٹا؟ اُس سے لوگ اتنے خائف کیوں ہیں؟ وہ فریدی سے کیوں ڈرتا ہے؟ مسٹر پارکر کہاں چلے گئے؟ پھر ضرغام اچانک کیوں غائب ہوگیا؟ لوسی کون تھی؟ اُسے روشی نے کیوں قتل کیا؟ ہر قدم پر ہزارہا سوال اُٹھتے جاتے ہیں اور قاری کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جاتی ہیں اور آخر میں جب مجرم سامنے آتا ہے تو پڑھنے والا اُچھل پڑتا ہے! فریدی کے علاوہ حمید کی دلچسپیاں بھی بہت ہیں۔ اُس کی چوہیا پر ہنسی بھی آتی ہے اور جھلاہٹ بھی سوار ہوتی ہے۔ مگر آخر حمید بھی فریدی ہی کا شاگرد ہے۔ اُس کے پاس کوئی بیکار چیز کیسے رہ سکتی ہے؟ قہقہوں اور حیرت انگیز واقعات کا یہ ناول جنگل کی آگ (خاص نمبر) کا پیش خیمہ ہے۔ اسی سے خاص نمبر کی اہمیت اور دلچسپی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جنگل کی آگ میں مسخرہ قاسم بھی ہے اور اس بار انور اور رشیدہ کی سدا بہار جوڑی بھی فریدی اور حمید کا ساتھ دے رہی ہے۔ ایک بھیانک اور ہیبتناک ماحول میں انور، قاسم اور حمید کی چونچیں۔ فریدی کے کارنامے اور ہولناک سناٹے میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں قہقہوں کی گونجیں آپ کبھی نہ بھلا سکیں گے۔

فروری ۱۹۵۵ء: خطرناک دشمن

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ صفحہ ۲ پر شامل فہرست مضامین کے مطابق مندرجہ ذیل تھے: اداریہ (عباس حسینی)، نظم پہلی ملاقات، رفاؔ، ضمیمات اور جرائم (مجاور حسین)، دلچسپ تجربے (ادارہ)، خطرناک دشمن (ابن صفی)، جنگل کی آگ (ابن

صفی)، گونہ احباب، لطائف، حیرت انگیز معلومات۔ 'جنگل کی آگ' اگلے ماہ کا اشتہار تھا۔ صفحہ ۱۲۷ پر ماہنامہ نکہت کے اشتہار سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن صفی اُس زمانے میں بھی طغرل فرغان کے قلمی نام سے مزاحیہ مضامین لکھ رہے تھے کیونکہ "مستقل لکھنے والے" ناموں کی فہرست میں تھی: ابن صفی، راہی، ذکی انور، ابن سعید، طغرل فرغان، حامد اختر، ناز ش پرتاپگڈھی۔

۳۷

ابن صفی جنگل کی آگ میں دنیا کے سامنے ایک نئے انداز سے ایک عالمگیر مسئلہ رکھتے ہیں۔ وہ مسئلہ جس کی بنیادوں نے ہٹلر کو جنم دیا تھا۔ جس نے مسولینی کو فاشزم سکھایا تھا۔ اور انہیں پر کیا منحصر ہے دنیا نے ایسے خونی دیوانے نہ جانے کتنے پیدا کئے ہیں جن کا عقیدہ بن رہا ہے کہ کمزوروں کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔ جو خود اپنے کو طاقتور سمجھ کر دنیا کی حکومت کا خواب دیکھتے ہیں۔ یہ نازی ٹکنیک اور فاشی رجحان آج بھی ہر ملک میں ملے گا۔ کتنی ہی جماعتیں ایسی ہیں، کتنے افراد ایسے ہیں –اور اسی پس منظر کی بنیادوں پر ابن صفی نے جنگل کی آگ کی کہانی کے تانے بانے ترتیب دیئے ہیں۔ اس میں ایک ایسا بھیانک انسان ہے جو ساری دنیا کو اپنی ہتھیلیوں میں رکھنا چاہتا ہے۔ اُس کی گمراہ ذہانت نے اُسے شیطانی قوتوں کا حاکم بنا دیا ہے۔ انسانی زندگی کی اُس کے نزدیک اتنی ہی قدر و قیمت ہے کہ وہ اُن کے خون سے اپنے لئے کچھ سامان مرتب کر سکتا ہے۔ اُس کی ہیبتناک مشین اُس کے ہولناک "اسلحے" انسان کو دنگ کر دیتے ہیں لیکن جب آپ اُسے بہ ظاہر دیکھیں گے تو آپ تصور بھی نہ کر سکیں گے کہ یہ انسان اتنا خوفناک بھی ہو سکتا ہے۔ وہ بہت شریف، نیک اور دنیا کو صلح و آشتی کا پیغام دینے والا نظر آئے گا۔ وہ کون ہے؟ یہ آپ کہانی میں ہی جان سکیں گے! اور اُس کا انجام؟ ابن صفی کی شاہکار ذہانت کا ایک انوکھا کارنامہ ہے۔ مجرم مر گیا؟ وہ زندہ ہے؟ مفرور ہے؟ کہاں ہے؟ کیسے ہے؟ ان سب سوالات کیلئے آپ کو تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا۔ انسپکٹر فریدی اس کیس میں بہت پریشان ہوتا ہے۔ اُس کا مخصوص اجازت نامہ چھن جاتا ہے۔ آئی جی اُس کے خلاف ہے۔ فریدی کے ایک بزرگ عرفانی قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ دشمن کی جائے قیام کوئی بھی نہیں جانتا۔ شہر

کے ہنگامے ایک بلا اور مصیبت کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ قتل وخون کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور فریدی ایک پہاڑ کی طرح مردانہ وار اُن کا مقابلہ کرتا ہے۔ جنگل میں پھیلی ہوئی ایک نئی اور بھیانک دُنیا بھی اُسکے ارادوں کو متزلزل نہیں کر پاتی اور ایک وقت تو ایسا بھی آجاتا ہے جب سرجنٹ حمید بھی اُس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ حمید اور فریدی کا دشمن؟ یہ ایک بات تھی۔

کبھی نہ بھولنے والی اِس کہانی میں قاسم کی حماقتیں آپ کبھی نہیں بھول سکتے! حمید اور رشیدہ کا چند گھڑیوں کا رومان، بڑے بڑے بالوں والے بن مانس قتل کے انوکھے طریقے، چچا آصف کی پریشانیاں اور ایک بھیانک انسان کا خونی پاگل پن ذہن پر نہ مٹنے والا نقش چھوڑ جاتا ہے۔

ابن صفی ان مصنفین میں سے ہیں جن کے ''شاہکار'' اور ''کارنامے'' کے الفاظ اب کمتر سے معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کی کہانی کی مناسب تعریف کے لئے ادب کو نئے الفاظ کی تخلیق کرنی ہوگی۔ ہر ماہ اُن کی کہانیوں کیلئے لاکھوں نگاہیں راستہ تکتی رہتی ہیں۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے ہر طبقہ اور ہر مزاج کے لوگوں میں وہ یکساں محبوب ہیں۔ اُن کی تخلیق کئے ہوئے دو کردار آج عوام کے زندہ ہیرو سمجھے جاتے ہیں۔ یہ مقبولیت اور یہ اعزاز کسی بھی مصنف کیلئے ایک ریکارڈ ہے۔ اور یہ صرف ابن صفی کا اعجاز ہے جو ایک چیلنج کی صورت میں عالمی جاسوسی ادب میں اپنا وہ مقام رکھتا ہے جہاں کوئی اُس کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتا۔

جاسوسی دنیا میں نئے اضافے: جاسوسی دنیا اور اس طرح کے شائع ہونے والے تمام ماہناموں میں کچھ ماہ قبل سے آپ تبدیلیاں محسوس کر رہے ہوں گے اور اس سلسلے میں ہمارے بہت سے ساتھیوں نے ان تبدیلیوں کے بارے میں ہمیں لکھا بھی ہے۔

ہمیں محکمہ ڈاک کے پوسٹ ماسٹر جنرل کی طرف سے احکامات ملے تھے کہ رسائل وجرائد میں خبروں اور افکار تازہ کی شمولیت لازمی ہے اور اس حکم کی تعمیل بھی کر دی گئی تھی لیکن اب محکمہ ڈاک کا یہ اصرار ہے کہ کم و بیش پچاس فیصدی خبروں [کذا خبریں] اور افکار تازہ شامل رہنا چاہئے ورنہ ہمارا وہ رجسٹریشن نمبر ضبط کر لیا جائیگا جس کے ذریعہ سے ہمیں ٹکٹ کی رعایت حاصل ہے۔ یہ خبر صرف الہ آباد کے پبلشروں کے لئے نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے مستقل کہانی دینے والے پبلشروں کے لئے پریشان کن اور غیر اطمینان بخش

ہے۔ اس سلسلے میں مختلف عرضداشتیں اور وفود بھیجے جا چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ہمیں پوری اُمید ہے کہ حکومت ہند ہماری تجارتی دشواریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ملک میں صحافت کی ترقی کی خاطر اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرے گی۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ مسئلہ کیا صورت اختیار کرے گا لیکن ہمیں اتنا اطمینان ضرور ہے کہ اگر آپ کا تعاون اور آپ کا خلوص ہمارے ساتھ ہے تو ہم ہر صورت اور ہر حال میں آپ کی خدمت سے کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔ ان تمام نئے نئے اضافوں کے ساتھ آپ نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ ہم نے ریڈنگ میٹر میں ابھی تک کسی قسم کی تخفیف نہ کی ہے اور نہ ایسا کرنے کا کوئی خیال ہے۔

جاسوسی دنیا کی بلیک مارکیٹ: جاسوسی دنیا کی بلیک مارکیٹ کی خبریں عرصے سے ہمیں ملتی رہی ہیں لیکن اسنے وہ صورت اختیار نہیں کی تھی جو فی الحال پاکستان میں پیدا ہو گئی ہے۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں جاسوسی دنیا کے عام شمارے نو آنے کے بجائے ایک روپیہ چار آنے اور خاص نمبر ایک روپے کے بجائے دو روپے میں فروخت کئے جا رہے ہیں۔ یہ خبر بیشک جاسوسی دنیا کی عدیم النظیر مقبولیت ظاہر کرتی ہے لیکن ہمیں اس سے انتہائی دُکھ پہنچا ہے۔ جاسوسی دنیا کی موجودہ قیمت اسی لئے اتنی کم رکھی گئی ہے کہ وہ ہر شخص تک بہ آسانی پہنچ سکے اور ویسے بھی اپنی پوری صحافتی اور کاروباری زندگی میں ہم بلیک مارکیٹ کے خلاف رہے ہیں۔ ہم اپنے پاکستان کے تمام ساتھیوں سے یہ اپیل کریں گے کہ وہ اپنے یہاں کی حکومت پر دباؤ ڈالیں اور اپنے ایجنٹوں کو مجبور کریں کہ جاسوسی دنیا کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں وہاں پہنچ سکیں اور بلیک مارکٹ بند ہو سکے۔

مارچ ۱۹۵۵ء: جنگل کی آگ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ حالت خستہ، سرورق ندارد۔ ڈارل کے شروع میں فہرست شامل نہیں تھی۔ غالباً خاص نمبر کی ضخامت کی وجہ سے اس دفعہ بھرتی کے اجزا نہیں تھے یا صفحہ ۱۸۶ کے بعد تھے (میرے پاس جو نسخہ ہے اُس کی حالت خستہ ہے اور ۱۸۶ صفحہ پر اگلے ڈارل کے اشتہار کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ معلوم نہیں اس کے بعد مزید صفحات تھے یا نہیں)۔

ابن صفی نے اپنی ہر کہانی میں کچھ نئے اور انوکھے کردار دنیا کے سامنے رکھے ہیں۔ برف کے بھوت اور جنگل کی آگ کا قاسم، پتھر کی چیخ کی ذہنی طور پر بیمار لیڈی افروز جہانگیر، چیختے درختے کی چڑچڑی سلیمہ، شاہی نقارہ کا حکیم ارسلانوس اور اسی طرح ہر کہانی میں ایک نہ ایک کردار ایسا ضرور ہوتا ہے جو انسان کے ذہن پر غیر فانی نقش چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کردار جہاں بیحد عجیب وغریب ہوتے ہیں وہاں بہت اہم نفسیاتی نکات کی تشریح بھی ان سے ہو جاتی ہے۔

کچلی ہوئی لاش میں بھی ایک ایسا ہی کردار ہے!

ایک عورت بیک وقت پانچ مردوں سے دلچسپی رکھتی ہے! اس کا منگیتر قتل ہو جاتا ہے اور وہ نہ اس خبر سے خوش ہوتی ہے اور رنجیدہ! اس کا کردار کیا ہے؟ ابن صفی نے فریدی کی زبان سے اُس کی اور اس کی طرح کی اور عورتوں کے کردار کی بڑی اچھی تشریح پیش کی ہے۔ اس کہانی میں آوارہ ماحول کی گندگی کا تذکرہ بھی ہے۔ جہاں شرافت اور عصمت کا بیوپار ہوتا ہے اور پاکیزگی عیاشی کے ہاتھوں بکتی ہے۔ جاسوسی مصنف ابن صفی اس "سماجی" بیہودگی کا پردہ فاش کرتے ہوئے اپنے فن کی انتہائی بلندیوں پر نظر آتا ہے۔

کچلی ہوئی لاش کی سب سے بڑی خصوصیت ایک اور ہے۔ وہ یہ کہ اس کی کہانی ایک ایسے مجرم سے تعلق رکھتی ہے جو آج کی جرائم کی دنیا میں بہت عام ہے۔ ایک بھی واقعہ آپ کو ایسا نہ ملے گا جس کی نوعیت دور حاضر کے عام اور معمولی جرائم سے مختلف ہو۔ انسان کا دماغ کس کس طرح شکوک وشبہات میں پھنس کر اصل واقعے سے دُور ہو جاتا ہے اس کی بہترین مثال کچلی ہوئی لاش میں شرف کا قتل ہے۔

اس کہانی کی یہ سادگی اس کی جان ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ابھی تک کسی بھی مصنف نے، یہاں تک کہ ابن صفی نے بھی اس سے قبل قتل کے ایک ادنیٰ واقعی اور ایک عام جرم پر اتنی دلچسپ اور پُراسرار کہانی نہیں لکھی۔ کچلی ہوئی لاش اس اعتبار سے اپنی طرز کا واحد اور منفرد کارنامہ ہے۔

گذشتہ شمارہ جنگل کی آگ خاص نمبر تھا۔ اس خاص نمبر کی پسندیدگی کا اظہار جس طرح سے کیا گیا ہے

وہ جاسوسی دنیا کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جنگل کی آگ نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیے۔ ایک ایک زاویے سے لوگوں نے اسے پڑھا اس کی باریکیوں کو ڈھونڈھا اور ابن صفی کو مبارکباد دی۔ بہت سے پڑھنے والوں نے "حمید کی چوہیا" کا خاص طور سے سوگ منایا ہے۔ ہم ان کی دلچسپی کے لئے یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ "حمید کی چوہیا" مری نہیں ہے۔ مگر وہ کہاں ہے؟ کب آئیگی؟ یا ابن صفی صاحب ہی بتا سکیں گے۔ جبار الدشاستری کا علم بھی یا تو فریدی صاحب کو ہے اور یا ابن صفی کو! اور ہم آپ کو امید دلاتے ہیں کہ جلد ہی ابن صفی ان کے بارے میں آپ کو بتا سکیں گے! میرا ذاتی خیال ہے کہ آئندہ خاص نمبر میں ایک پراسرار بھیانک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی لڑائی فریدی کی منتظر ہے۔ جہاں فریدی اپنے کارناموں میں مصروف نظر آئے گا اور اسی خاص نمبر میں آپ کو آپ کے بہت سے سوالوں کا جواب مل سکے گا۔

اپریل ۱۹۵۵ء: کچلی ہوئی لاش

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ اگلے شمارے کے اداریے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے ورژن کی ناخیر سے شائع ہوا جس کا مطلب یہ ہوا کہ یکم اپریل ۱۹۵۵ء کو شائع ہوا تھا۔

۳۹

گذشتہ ماہ جاسوسی دنیا آپ کو ۱۵ روز دیر سے ملا ہوگا۔ جاسوسی دنیا کی تین سال کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا اتفاق ہے کہ جبکہ اتنی غیر معمولی دیر ہوئی ہے۔ ورنہ اپنی ہر ممکن کوشش کے ذریعہ ہم اسے آپ تک پابندی وقت سے پہونچاتے رہے ہیں۔ یہ دیر کیوں ہوئی؟ اس کا جواب ایک مختصر سی کہانی ہے جس کا آغاز تو یقیناً تکلیف دہ تھا لیکن انجام فی الحال بخیر ہے اور مستقبل دھند کی چادروں میں ہے۔ کون جانے سورج کی کرن نکلے یا رات ہی رہے! خیر اب وہ کہانی سنئے۔

ستمبر ۵۴ء میں ہمیں محکمۂ ڈاک سے اطلاع ملی کہ کہانیاں شائع کرنے والے رسائل میں خبروں اور حالات حاضرہ کا ہونا ضروری ہے ورنہ رجسٹریشن منسوخ ہو جائے گا۔ چونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس پر احتجاج کیا جاتا اس لئے ہم نے اخباری خبروں اور حالات حاضرہ کے لئے بھی کچھ صفحات مخصوص کر دیے اور

ساتھ ہی ساتھ محکمہ ڈاک سے بھی یہ گذارش کی کہ آج اسی [کذا؟ اسی] سال سے ڈاکخانہ کے قوانین کی دفعہ ۴۷ کا یہی مفہوم سمجھا جاتا رہا ہے اور کہانیاں وغیرہ اس دفعہ کی حد میں آتی ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان اخباری خبروں کی اشاعت بے فائدہ ہے۔ لیکن اس گذارش پر کوئی شنوائی نہ ہوئی اور حکم ملا کہ پچاس فیصد سے زائد خبریں ہونا ضروری ہیں۔ ڈاکخانہ کا یہ حکم بہت پریشان کن تھا۔ ہمارا اسے ماننا خودکشی کے مترادف تھا۔ ہم نے پھر فنود گذارشات اور معروضات سے اپنا نکتۂ نگاہ محکمۂ ڈاک کے سامنے رکھنا چاہا۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔ اور ڈاکخا[نہ] نے ہمارے رجسٹریشن نمبر منسوخ کر دیے۔ اور اس طرح ڈاکخانہ سے ایک پیسہ فی کتاب بھیجنے کی سہولت ہم سے چھین لی گئی اور یہ صورت پیدا ہو گئی کہ ایک کتاب پر کم از کم سات پیسے کے ٹکٹ لگانے پڑیں گے۔ یہ صورت انتہائی نازک تھی۔ اگر ہم دام بڑھاتے تو ہمیں اس کا خیال تھا کہ عوام اس اقتصادی بحرانی دور میں اس بوجھ کو برداشت کر سکیں گے؟ اس کے علاوہ ہمارے اصول پر ضرب کاری پڑتی تھی۔ ہم کم از کم قیمت میں غیر ملکی رسائل کے مقابلہ میں اپنے دیس اپنے ملک، اپنے وطن اور اپنی زبان کا سرمایہ پہونچانا چاہتے تھے۔ اور دام بڑھانے کی صورت میں اس اصول کو تو ٹھیس پہونچتی ہی تھی (حالانکہ اگر آئندہ چل کر خدانخواستہ ناکامیابی ہوئی تو سوائے دام بڑھانے کے اور کوئی چارہ کار بھی نہ رہ جائیگا) اور بغیر قیمت بڑھائے ایک کاپی پر سات پیسے کے ٹکٹ لگانے کا مطلب صرف ''خودکشی'' ہی ہو سکتا تھا۔

اس چاروں طرف کے اندھیرے میں ہمیں اپنے ملک کے مقدس دستور کی جگمگاتی روشنی نظر آئی اور اس کی دفعہ ۲۲۶ کے سہارے ہم نے انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا!

۲۱ مارچ کے دن کو محکمۂ ڈاک کے اس حکمنامہ کے خلاف ہائیکورٹ الہ آباد میں درخواست پیش ہوئی اور آنریبل جج نے یہ فیصلہ دیا کہ تا فیصلہ عدالت جاسوسی دنیا اردو ہندی، رومانی دنیا اردو ہندی کو رجسٹرڈ سمجھا جائے اور انہیں وہ سہولتیں دیجائیں جو ایک رجسٹرڈ رسائل کو دیجاتی ہیں۔

اس طرح ایک تکلیف دہ آغاز کا بخیر انجام ہوا۔ اور تمام کاپیاں جو بہت پہلے سے دفتر میں تیار رکھی تھیں ۲۳ مارچ سے تمام ایجنٹوں اور خریداروں کو روانہ کیجانے لگیں۔ دیر سے پہونچنے کی یہ مجبوری جو اسکے کہ ہماری پہونچ سے باہر تھی پھر بھی ہم معذرت خواہ ہیں اور ہمیں اس دیر کے لئے افسوس ہے اور ہمارا خیال ہے کہ

گذشتہ ماہ کی دیر کو آپ اس کامیابی کی پہلی منزل کی خوشخبری سننے کے بعد فراموش بھی کر چکے ہوں گے!

اِس شمارے میں اندھیرے کا شہنشاہ سنسنی خیز تحیر اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی لڑائیوں کا طوفان لیکر ابھرتا ہے۔اِس میں ایک بہت بڑا مجرم ہے،ایک قبیلے کا مذہبی پیشوا!اور وہ بھی ایک غیر ملکی سرزمین سے تعلق رکھنے والا-اور سونے پر سہاگہ یہ کہ وہ اندھا ہے مگر چار آنکھوں والوں کے کان کترتا ہے!اسکی بے پناہ طاقتیں فریدی کو بھی مبہوت کر دیتی ہیں!اسی کہانی میں حمید کا نیا شغل بھی دیکھئے۔لوگ کتے پالتے ہیں،کبوتر اور طوطے پالتے ہیں،حمید بکرا پالتا ہے!اور آپ یقین کیجئے یہ "نمکخوردار بغرا خاں" حمید کی سابقہ محبوبہ "چوہیا" سے کم قیامت خیز نہیں ہیں۔قاسم بھی ہے مگر اس کی حماقتیں ذرا دبی ہوئی ہیں۔وہ دراصل آئندہ "خاص نمبر" کا منتظر ہے۔جہاں طوفان اُس کے منتظر ہیں۔اور طوفان کا اُسے مذاق اُڑانا ہے۔

جاسوسی دنیا کا اکتالیسواں شمارہ موت کی چٹان آٹھواں خاص نمبر ہوگا۔اور پندرہ جون کو منظر عام پر آ جائے گا۔موت کی چٹان انسپکٹر فریدی کا ایک عجیب وغریب کارنامہ ہوگا۔یاد رکھئے جنگل کی آگ میں فریدی کا مخصوص اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا تھا اور اپنی اِس شکست کا فریدی کو انتقام لینا ہے!موت کی چٹان فریدی کے اُن کارناموں میں سے ایک ہے جس پر فریدی کو خود ناز ہے۔موت کی چٹان کی تفصیلات آئندہ شمارہ میں دیکھئے جسکے بعد یہ خاص نمبر شایع ہوگا!

مئی ۱۹۵۵ء: اندھیرے کا شہنشاہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ یہ شمارہ آپ تک جاسوسی دنیا کی قدیم روایت کے مطابق وقت سے پہونچ رہا ہے۔ گذشتہ دو ماہ کی اُلجھنوں اور پریشانیوں پر فی الحال قابو حاصل کیا جا چکا ہے۔عدالت العالیہ آگرہ آباد میں ہماری درخواست موجود ہے اور فی الحال اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔فیصلہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہے کہ ہم سب سے پہلے آپ کی خدمت میں خبر پیش کریں گے۔

اس شمارہ کی کہانی پراسرار وصیت ایک ایسی وصیت سے شروع ہوتی ہے جسے اگر دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا! شاید ہی کبھی کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات رہی ہو کہ شہر کا سب سے دولتمند آدمی اپنی ساری دولت ''پندرہ جونکوں'' کے لئے وقف کردے گا اور اس عجیب وغریب وقف کا متولی ''انسپکٹر فریدی'' ہے۔ لوگ سنتے ہیں اور دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتے ہیں۔ خود فریدی بھی حیرت زدہ رہ جاتا ہے اور یہیں سے ایک بڑی دلچسپ اور انوکھی کہانی شروع ہوتی ہے۔ سر مخدوم کا قاتل کون تھا؟ جیسے جیسے آپ آگے بڑھتے جائیں گے، کبھی نہ ختم ہونے والی حیرت بڑھتی ہی جائے گی۔ سماج کے مختلف کردار آپ کے سامنے آئیں گے۔ شرابی، جواری، آوارہ، بدچلن، لفنگے! دو لڑکیاں جو حمید کا ناطقہ بند کردیتی ہیں۔ ایک بہت ہی ذہین اور اسمارٹ لڑکی، جس کا کردار آخر وقت تک حمید کی سمجھ میں نہ آسکا! اور پھر مجرم؟ جس کے لئے ذہن میں ہر وقت کلبلاہٹ سی مچی رہتی ہے۔ ''مجرم کون ہے، مجرم کون ہے'' جیسے کوئی چیختا رہتا ہے۔ اور جب آپ نتیجے پر پہونچیں گے تو یہ یقین ہے کہ حیرت اور تعجب کی چیخ آپ نہیں روک سکتے! اس کہانی میں جا بجا سماجی مسائل پر بعض بعض جملے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسانی خودغرضی کی یہ کہانی کتنی مجرمانہ ذہنیتوں کی نقاب کشائی کرے گی؟ اس کا فیصلہ میں آپ ہی پر چھوڑتا ہوں۔

آئندہ شمارہ خاص نمبر ہوگا۔

جاسوسی دنیا کا آٹھواں خاص نمبر موت کی چٹان-انسپکٹر فریدی کا ایک عجیب وغریب کارنامہ!

اپنے لاکھوں پڑھنے والوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے عظیم مصنف ابن صفی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ موت کی چٹان میں فریدی اور حمید کے ساتھ انور، رشیدہ بھی ہونگے! آپ جانتے ہیں کہ رشیدہ بہت ہی بھیانک، بہت ہی خوبصورت اور بے حد عجیب لڑکی ہے۔ اب ذرا سوچئے اسی رشیدہ سے اگر قاسم عشق لڑانا شروع کردے تو؟ موت کی چٹان میں ایک عجیب وغریب کردار اور ہے۔ ایک حیرت انگیز آدمی جس کی پیٹھ پر گھوڑوں کے یال کی طرح لمبے اور سخت بال تھے۔ قاسم اُسے کشتی کی دعوت دیتا ہے۔ حمید کے برخوردار ''بغرا خاں'' آپ کو نہ بھولے ہوں گے، موت کی چٹان میں اُن کی ''محبوبۂ قدیم'' سے ملئے۔ چوہیا کی واپسی مدتوں آپ کے ذہن میں گونجتی رہے گی۔

ابن صفی کا یہ کارنامہ اُن کے گذشتہ خاص نمبروں ہی کے لئے ایک چیلنج بن کر آ رہا ہے۔ اُردو کے کسی بھی مصنف یا کسی بھی تصنیف کو وہ مقبولیت حاصل نہیں ہے جو ابن صفی اور اُن کے ناولوں نے حاصل کی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے اور اسی لئے ابن صفی کے قائم کئے ہوئے ریکارڈ خود ابن صفی ہی توڑ سکتا ہے۔

ابن صفی کا یہ عجیب و غریب، یادگار اور ناقابلِ فراموش کارنامہ آئندہ شمارہ میں خاص نمبر کے روپ میں دیکھئے۔

جون ۱۹۵۵ء: پراسرار وصیت

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

۴۲

جاسوسی دنیا کا ہر خاص نمبر صحافت کی دنیا میں ایک تاریخی واقعہ کی طرح اپنے کبھی نہ مٹنے والے نشانات چھوڑ جاتا ہے۔ موت کی چٹان کے ساتھ بھی یہی ہوا اور فی الحال تو یہ ایک اٹل بات ہے کہ یہ آٹھواں خاص نمبر مقبولیت کے اعتبار سے اپنا ایک ریکارڈ قائم کر گیا ہے۔ جاسوسی دنیا کے لاکھوں پڑھنے والوں نے اپنے ہزارہا خطوط (جن میں سے چند کے خلاصے شائع کئے جا رہے ہیں) کے ذریعہ ابن صفی کو مبارکباد دی۔ ہر ہر زاویئے۔ اور ہر انداز سے اُسے پسند کیا۔ کچھ کو قاسم کی حماقتیں پسند آئیں۔ بہت سے احباب حمید کی واپسی پر مگن ہیں۔ کچھ نے انور اور رشیدہ کو فریدی کے ہاتھوں اچھا خاصا سبق ملنے پر خوشیاں منائیں اور بعض نے جن کا ہیرو انور ہے اسے برا بھی سمجھا۔ کوئی سانوئے کی شخصیت میں گم ہوا، تو کسی کو جیر الدشاستری کا شیطانی کردار نہیں بھول رہا ہے۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا تو پوچھنا ہی کیا؟ وہ تو جاسوسی دنیا پڑھنے والوں کے آنکھوں کے تارے ہیں!

گذشتہ شمارے میں گولڈن جوبلی نمبر کے سلسلے میں اداریہ میں تذکرہ کیا گیا تھا۔ ہزاروں احباب کے مخلصانہ مشورے ہمیں موصول ہوئے۔ ان میں کچھ احباب کے مشوروں کی نمائندگی کرنے والے خطوط منتخب کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔ ان مشوروں سے ہمیں بڑی مدد ملی ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ

انہیں عملی جامہ بھی پہنایا جا سکے۔ بہر حال ہمیں مزید مشوروں کا انتظار ہے اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ یہ محبوب ماہنامہ گولڈن جوبلی نمبر کو اُسی شان سے پیش کرے گا جو توقعات آپ اس ادارہ سے وابستہ رکھتے ہیں۔

نیلی لکیر ابن صفی کے مخصوص انداز کا نمونہ ہے۔ اس کہانی میں آپ کو پہاڑوں کی ملکہ جیسے ایڈونچر کے سائے، موت کی آندھی جیسا تحیر اور خطرناک دشمن اور اندھیرے کے شہنشاہ جیسے سنسنی خیز واقعات اور دلچسپیاں ملیں گی۔ اس کا مجرم اچانک سامنے نہیں آتا۔ وہ ابتدا ہی میں آپ کے سامنے آجائے گا لیکن آخر تک یہ خیال دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے کہ وہ ایسا کیوں ہے؟ سنگ ہی کا کردار جاسوسی دنیا کے تمام مجرموں کے کردار سے الگ اور کہیں زیادہ بھیانک ہے۔ اُسکی سفاکی، اُس کی اذیت پسندی آپ کبھی نہیں بھول سکتے ہیں! ابن صفی سنگ ہی کو بھی جامہ، سرنتھال، جیر الڈ اور لوزانا جیسے شیطانوں کی صف میں لا رہے ہیں۔ اس "کیچوے" کو آپ کبھی نہ بھلا سکیں گے!

حمید کی دلچسپیاں اپنے شباب پر ہیں۔ اُن کے بغراخاں نے کوئی کارنامہ تو انجام نہیں دیا، لیکن ہنسائیں گے بہت! اس بار تو انہوں نے فریدی کو بھی نہیں چھوڑا اور کرنل فریدی؟ وہ تو ناقابل شکست صلاحیتوں کا شہنشاہ ہے!

ابن صفی کا ہر کارنامہ، اُن کی ہر کہانی ایک شاہکار ہوتی ہے۔ اور اسی بنا پر متعدد لائبریریوں، کتب خانوں اور ہزاروں پڑھنے والوں کی طرف سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ ابن صفی کو عوام کی طرف سے "خطاب" دیا جائے۔ یہ خواہش اُن تک پہونچادی گئی ہے۔ اُن کی منظوری حاصل کرنے کی کوششیں جاری ہیں اور جیسے ہی ان کی اجازت ملی، اس سلسلے کی دوسری تفصیلات بھی پیش کی جائینگی۔

الگ سے کتابی صورت میں ابن صفی کا ناول بہت جلد ہم آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ ابن صفی اُسے بھی ایک عظیم شاہکار کے رُوپ میں ترتیب دے رہے ہیں۔

اگست ۱۹۵۵ء: نیلی لکیر

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

جاسوسی دنیا کی اپنی روایات رہی ہیں اور اِس چار سال کے عرصے میں آپ سب نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ ابتدا ٔ میں جو معیار ہم نے قائم کیا تھا اُسے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ہمیشہ اُس کے حُسن میں اضافہ ہی کرتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس چار سال کے عرصے میں جاسوسی دنیا کے بعد اُردو میں لاتعداد جاسوسی رسائل نکلے اور نکل رہے ہیں اور یقیناً ہمیں اِس بات سے مسرّت ہے کہ ہمارا پیدا کیا ہوا راستہ اِس قابل ہے کہ ہماری تقلید کرنا باعث فخر سمجھا جاتا ہے۔

جاسوسی دنیا کی اسٹائل اس کا انداز اور انوکھا اچھوتا طرزِ تحریر جہاں ادیب کے لئے ایک سرمایہ ہے وہاں یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ اب تک چوالیس شماروں میں نفسیاتی چٹکلے، فلسفیانہ رموز، امن جیسے عالمگیر مسئلے، اقتصادی نکتے اور جرائم کی مختلف النوع صورتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ نہ تو تعلّی ہے اور نہ خوستائی بلکہ اظہارِ حقیقت ہے کہ جاسوسی دنیا کا ہر شمارہ ہر اعتبار سے اپنی جگہ پر ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

سازش کا جال بھی جاسوسی دنیا کے شاہکاروں میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ لالچ، خودغرضی، انتقام، حرص آدمی کو کس قدر اندھا بنا دیتی ہے اِسکا اندازہ آپ کو سازش کے جال کے کرداروں سے ہوگا۔ اس میں ایک ایسی عورت بھی ہے جس سے آپ کو ہمدردی بھی ہوگی، جس پر غصہ بھی آئے گا، جھلاہٹ بھی ہوگی، آپ قہقہے لگائیں گے نفرت کریں گے اور پھر آپ اس کی تعریف کرنے پر بھی مجبور ہوں گے۔

سازش کا جال کا مجرم انتہائی چالاک، سفاک مگر بیحد پھرتیلا ہے۔ وہ ایسے مجرموں میں سے ہے جن کے لئے کہا جاتا ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

آپ کی اُلجھن ہر لمحہ بڑھتی رہے گی کہ بھورے بالوں والا، دستانے پہننے والا یہ آدمی کون ہے؟ دھڑکنیں ہر لحظہ بڑھتی جائیں گی اور عجیب و غریب واقعات اپنے گرد بنے ہوئے جال میں اُلجھائے رکھیں گے۔ اور جب مجرم سامنے آئے گا تو آپ اُچھل پڑیں گے۔

خونی بگولے جاسوسی دنیا کا نواں خاص نمبر ہوگا اور گولڈن جوبلی نمبر سے پہلے کا خاص نمبر! اور جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اس خاص نمبر کی دوسرے خاص نمبروں سے کہیں زیادہ اہمیت ہے اس لئے کہ اسی سے آپ "جوبلی نمبر" کی کہانی کی عظمت کا پتہ لگا سکیں گے۔

خونی بگولے میں چار ہزار میل لمبے دریا کے کنارے ایک ایسی لرزہ خیز جنگ ہوتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گرانڈیل احمق قاسم، انور، رشیدہ اور حمید کے سدا بہار قہقہے، فریدی کی معرکہ آرائیاں، غیر ملکیوں کی سازشیں خونی بگولے کو سچ مچ ایک خونی روپ میں پیش کریں گی۔

اس خاص نمبر کے استقبال کے لئے منتظر رہئے اور میں اپنی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ اسے تمام خاص نمبروں سے بڑھ چڑھ کر پائیں گے۔

اکتوبر ۱۹۵۵ء: سازش کا جال

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ صفحہ ۱۲۴ پر "عمران سیریز کا دلسرام ہنگامہ خیز ناول چاندی میں فائر" کا اشتہار ہے اور ملنے کا پتہ "ایم ایچ پبلیکیشنز، ۱۳۰ حسن علی آفندی روڈ، کراچی ۱" ہے۔ سازش کا جال پر تاریخ اشاعت اکتوبر ۱۹۵۵ء درج ہے جس کا مطلب ہے کہ ۱۵ ستمبر کو شائع ہوئی ہو گی (جاسوسی دنیا کا شمارہ عام طور پر تاریخ اشاعت سے پندرہ دن پہلے بازار میں آتا تھا)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر ۱۹۵۵ء تک عمران سیریز شروع ہو چکی تھی۔

خونی بگولے نواں خاص نمبر ہے۔

اس سے پہلے کے خاص نمبروں میں سائنسی طریقہ کار برتنے والے مجرم آپ کو ملے ہیں۔ موت کی آندھی، خوفناک ہنگامہ، برف کے بھوت، جنگل کی آگ اور موت کی چٹان میں آپ نے یہی دیکھا ہوگا کہ غلط راستے پر بھٹک جانے کی وجہ سے انسان کا ذہن انسانیت کیلئے کتنا تباہ کن اور بھیانک ہو سکتا ہے۔ لاشوں کے آبشار میں سماجی ذلت، شاہی نقارہ میں خزانے کا چکر اور بھیانک جزیرہ میں ایڈونچر کے واقعات کی

تفصیل تھی۔ خونی گولے میں یہ تمام باتیں اپنے انوکھے اسٹائل کے ساتھ جمع ہوگئی ہیں۔ اس میں سائنسی انکشافات کم ہیں۔ ایڈونچر زیادہ ہے۔ اِس کا مجرم سفاک ہے، چالاک ہے، بے رحم ہے۔ اس میں جیرالڈ شاستری، ڈاکٹر سڈلر اور گارساں کی طرح نہ تو ہنرمندی ہے اور نہ عظمت! لیکن کمینگی، بے رحمی اور درندگی میں وہ ان سب سے آگے ہے۔ اس کی ذہانت بے پناہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ غلط راستوں پر مڑ گئی ہے۔ اسی بنا پر خونی گولے میں آپ ایک ایسی کشش محسوس کریں گے جو ماقبل کے ناولوں میں نہیں تھی۔ اس کا ایڈونچر مکمل اور واقعات کے الجھاوے دلچسپی کے خزانے رکھتے ہیں۔

اس میں آپ کو کچھ جانے پہچانے کردار بھی ملیں گے۔ قاسم جس کی حماقتیں پیٹ میں بل ڈالتی ہیں۔ انور جس کی ہوشیاری کا فریدی بھی قائل ہے اور حمید کا تو ذکر ہی کیا۔ وہ تو ازل بھی ہے اور ابد بھی۔ اُس کے تیکھے جملے تو اَب انٹرنیشنل بنا چکے ہیں۔

لیکن ان کے علاوہ دو کردار اور بھی ہیں۔ ایک تو مجرم ہے! کوشش کیجئے شائد آپ اُسے جانتے ہوں؟ جس وقت وہ مسکراتا ہوا اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں، چپٹے چہرے اور زرد دانتوں کے ساتھ آپ کے سامنے آئے گا تو آپ بے اختیار اُچھل پڑیں گے۔ ایک اور اہم کردار ہے۔ یہ آپ کے فریدی کا پرانا رفیق رہ چکا ہے۔ بہت دنوں کی بات ہے آپ اس سے ملے تھے۔ اِس شمارے میں اس سے پھر ملئے۔ آپ اُسے دیکھ کر اُس کی عجیب وضع اور نرالی شخصیت کو دیکھ کر دانتوں میں انگلیاں دبالیں گے۔ آپ میں سے بہتوں نے اُس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور وہ خواہش اس بار ہی پوری کردی گئی ہے۔

اس بار ناول میں عظیم فریدی جنوبی امریکہ کا سفر کرتا ہے۔ بھیانک وادیاں، خوفناک چٹانیں، مہیب جنگلات اور وحشی قوتوں کے درمیان ایک انوکھا کارنامہ دیکھئے۔

اس خاص نمبر کے بعد آئندہ خاص نمبر جوبلی نمبر ہوگا۔ اِس ادارہ نے اپنے قارئین اور زبان وادب کی جو بے لاگ اور پُرخلوص خدمت کی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور کم از کم اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اس نے "تین بہترین دماغ" اُردو دنیا کو دیئے ہیں۔ ایسے مصنف جن کی مثال بھی تک تو نہیں مل سکتی۔ اور اپنے اس کارنامے کے ساتھ اب تک ہم انتہائی خلوص سے سال میں تین عظیم وضخیم خاص نمبر

اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ گولڈن جوبلی نمبر اس سلسلے کی اہم ترین کڑی ہے۔ ہمیں اس کا پورا پورا احساس ہے کہ ہماری گذشتہ خدمات اور کارناموں کو دیکھتے ہوئے آپ کی کیا کیا توقعات جوبلی نمبر سے وابستہ ہیں اور ہم اس کا یقین دلاتے ہیں کہ جوبلی نمبر کو آپ اپنی خواہشات اور آرزوؤں سے کہیں زیادہ بلند و برتر پائیں گے۔

ابن صفی نے جاسوسی دنیا کے علاوہ الگ سے جو کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی جلد ہی تکمیل کو پہونچ جائے گا۔ اس کتاب کا نام تاریک وادی ہوگا۔ ضخامت پانچسو صفحات ہوگی۔ اس کتاب کے بارے میں کچھ لکھنا بیکار ہے۔ صرف اتنا یاد رکھئے کہ ادارہ جاسوسی دنیا نے اور ابن صفی کے عدیم المثال قلم نے آج تک کوئی ایسی چیز نہیں پیش کی جو یادگار نہ ہو۔

نومبر ۱۹۵۵ء: خونی بگولے

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

۴۶

جاسوسی دنیا کے لاکھوں قارئین کے حلقے میں یہ خبر بڑی مسرت سے سنی جائیگی کہ الہ آباد ہائیکورٹ نے ڈاکخانہ کے خلاف ہماری درخواست (رٹ) منظور کر لی اور ڈاکخانے کے رجسٹریشن نمبر کی منسوخی کے حکمنامے کو کالعدم قرار دے دیا۔

رجسٹریشن نمبر کی منسوخی کا حکمنامہ پوسٹ ماسٹر جنرل یو۔پی کی طرف سے ہمیں فروری ۵۵ء میں ملا تھا۔ اس سے قبل مختلف تاریخوں میں اس بات کی نوٹس بھی ملی تھی کہ اگر جاسوسی دنیا میں پچاس فیصد سے زائد خبریں اور "حالات حاضرہ" نہ ہوئے تو رجسٹریشن نمبر منسوخ کر دیا جائیگا اور اس طرح وہ سہولت ہم سے چھین لی جائے گی جس کے ذریعہ ہم ایک پیسہ فی رسالہ کے حساب سے اپنے پرچے بھیجا کرتے تھے۔ اور اس کی بجائے ہمیں چھ یا سات پیسے فی پرچے کے حساب سے ٹکٹ لگانے ہوں گے۔

کم قیمت والے رسائل کیلئے یہ موت و زندگی کا سوال تھا اور ڈاکخانے کے اس حکم کو تسلیم کرنا ہمارے

لئے خودکشی کے مترادف تھا۔ اِسی لئے ہم نے وفود بھیجے، عرضداشتیں لکھیں۔ دوڑ دھوپ کی، لیکن ہماری معروضات بے سود رہیں اور پوسٹ ماسٹر جنرل نے جاسوسی دنیا اردو ہندی اور رومانی دنیا اردو کے رجسٹریشن نمبر منسوخ کر دیئے۔

اپنے سامنے تمام دروازے بند دیکھ کر ہمیں اِس اندھیرے میں اپنے ملک کے مقدس دستور کی دفعہ ۲۲۶ کی یاد آئی اور اپنے بنیادی حقوق اور زندہ رہنے کے حق کیلئے ہم نے الٰہ آباد ہائیکورٹ کا دروازہ اِسی دفعہ کے تحت کھٹکھٹایا۔ اور ۲۱ مارچ کی ایک خوشگوار دوپہر کو جب ایرانیوں کے سال کا پہلا دن ہوتا ہے اور نوروز عالم افروز مسند جلال پر بیٹھ کر عدل وانصاف کی ترازو ہاتھ میں لیتا ہے۔ عدالت عالیہ الٰہ آباد نے حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے ہمیں اس کا مجاز بنا دیا کہ ہم تا فیصلہ عدالت اِسی طرح رجسٹریشن نمبر کی سہولتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہیں۔

ہماری جیت کی یہ پہلی منزل تھی۔ اور اسی وقت ہم نے کامیابی کے جگمگاتے سورج کی کرنیں دیکھ لی تھیں۔

۱۴ ستمبر سے مقدمہ پر بحث کا آغاز ہوا اور ہمارے قانونی مشیر مسٹر ستیش چندر کھرے نے عدالت عالیہ کے سامنے مختلف دلائل اور نظائر سے یہ بات واضح کی کہ پوسٹ ماسٹر جنرل کا یہ فعل غیر قانونی ہے۔

۱۲ اکتوبر کی صبح کو عزت مآب جسٹس مہروترا نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے ہماری درخواست منظور کر لی اور ڈاکخانے کا حکمنامہ منسوخ کر دیا گیا۔ اور ہمارے رجسٹریشن نمبر بحال کر دیے گئے۔

یہ ہے مختصر سا خاکہ اُس جھگڑے کا جو گذشتہ ایک سال سے ہمارے اور ڈاکخانے کے درمیان چل رہا تھا اور جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر آپ تک بھی رسائل دیر سے پہونچے تھے۔ بہر حال جاسوسی دنیا اور رومانی دنیا کے لاکھوں پڑھنے والوں اور کروڑوں بہی خواہوں کی دعاؤں نے ہمیں یہ کامیابی عطا کی ہے۔ اسے ہم اپنی نہیں آپ کی جیت سمجھتے ہیں۔ سچائی اور عدل وانصاف کی فتح سمجھتے ہیں اور اِس یقین کی کامیابی سمجھتے ہیں کہ جب تک ملک کا مقدس دستور موجود ہے عدل وانصاف کی شمعیں روشن رہیں گی اور ہم زبان وادب اور آرٹ وکلچر کی خدمت اسی طرح کرتے رہیں گے۔

جاسوسی دنیا کے قارئین کو یہ خوشخبری جوبلی نمبر کی اشاعت سے صرف تین ماہ پیشتر ہی جا رہی ہے اور اس خوشی کو عظیم ترین پیمانے پر منانے کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں جوبلی نمبر کا تحفہ اور حسین بنا کر، اور عظیم اور خوبصورت بنا کر پیش کریں گے۔

دسمبر ۱۹۵۵ء: لاشوں کے سوداگر

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ کتاب میں تصویریں، کوائف عالم ارر نظم شامل نہیں کی گئی تھیں۔

۴۷

اس شمارے کا ایک ایڈیشن میرے پاس ہے جو پہلا ایڈیشن ہی معلوم ہوتا ہے مگر باریک کتابت میں صرف ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر تصویر نہیں بلکہ سرخ رنگ پھیر کر اُس میں جلی حروف میں سیاہ روشنائی سے ماہنامہ کا نام اور شمارہ کا عنوان وغیرہ درج ہیں۔ اندرونی سرورق کے بعد صفحہ ۲ پر ابواب کے عنوانات، صفحہ ۳ سے ۹۶ تک کہانی، صفحہ ۹۷ پر آیندہ ناول لیونارڈ کی واپسی کی جھلکیاں اور آخری صفحے پر گولڈن جوبلی نمبر شعلوں کا ناچ کا اشتہار اس اعلان کے ساتھ درج ہے کہ یکم مارچ کو منظر عام پر آ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ ادارہ کو مہنگے ٹکٹ لگانے پڑ گئے ہوں گے جن کی گنجائش نکالنے کے لیے شاید اس طرح بچت کرنی پڑی ہو۔

۴۸

لیونارڈ کی واپسی کا پہلا ایڈیشن میرے پاس ہے مگر خستہ حالت میں سرورق کے بغیر ہے۔ اس کے شروع کے چار صفحات غائب ہیں جن میں تاریخ اشاعت اور عباس حسینی کا 'اداریہ' شامل رہے ہوں گے۔ اندازہ ہے کہ یہ شمارہ ۱۵ جنوری کو شائع ہوا ہو گا یعنی اس پر فروری ۱۹۵۶ء کی تاریخ اشاعت درج رہی ہو گی۔ شمارے کے پچھلے سرورق پر (جو میرے پاس

موجود ایڈیشن میں سلامت ہے) گولڈن جوبلی نمبر شعلوں کا تاج کا اشتہار ہے اور اعلان ہے کہ ۱۵ فروری کو شائع ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے گولڈن جوبلی شمارے کو نمبر ۴۹ ہونا چاہیے تھا مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہ نمبر ۵۱ بن کر تاخیر سے شائع ہوا جس کی تفصیلات اگلے نمبروں کے ادارتی مواد سے معلوم ہوتی ہیں۔

مندرجہ ذیل اداریہ جو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اسرار پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہونے والے بکرنگ ایڈیشن میں شامل تھا عباس حسینی کے پہلے ایڈیشن والے اداریے کا اقتباس معلوم ہوتا ہے۔

لیونارڈ کی واپسی ایک بین الاقوامی بلیک میلر کی کہانی ہے جس کے طریقہ کار سے آپ فریدی اور لیونارڈ میں واقف ہو چکے ہیں۔ اب ایک بار پھر وہ فریدی کے مقابل آتا ہے۔ سنسنی خیز اور پُراسرار واقعات کا ایک طوفان ہے جو ابتدا سے انتہا تک تجسس اور سسپنس کی فضا برقرار رکھتا ہے۔ ایک انتہائی بھیانک آدمی کی خوفناک سرگرمیاں واقعات کو اتنا پیچیدہ بنا دیتی ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے۔

فریدی کی بنائی ہوئی بظاہر بے تکی سکیمیں جن پر حمید اس کا مضحکہ اڑانا چاہتا ہے۔ لیکن جب اس کے نتائج سامنے آتے ہیں تو حمید سر کھجاتا رہ جاتا ہے۔

آصف سے حمید کی نوک جھونک سے بھی آپ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے اور پھر فریدی کس طرح لیونارڈ سے نپٹتا ہے۔ وہ کس طرح اسے کیچوے کی طرح بے بس کر کے رکھ دیتا ہے۔ انتہائی چالاک اور طاقتور ترین مجرم بھی بالآخر قانون کی گرفت میں آجاتا ہے۔

ابن صفی کی تصویر

لیونارڈ کی واپسی کے "گوشۂ احباب" (صفحہ ۱۱۳-۱۱۴) کی تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہنامہ نکہت نے ناول نمبر میں عمران کے کارنامے پیش کیا تھا: "عمران کے کارنامے بھی محترم ابن صفی ہی کی تصنیف تھی جسے جاسوسی دنیا کے متعلقہ ادارے نکہت نے ناول نمبر کی صورت میں پیش کیا تھا۔" صفحہ ۱۱۹ پر ایک قاری محمد اسحاق (لاہور) کے خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے "پہلے ہی دن عمران کے کارنامے شہر میں نایاب ہو گیا تھا اور پھر ایک ہی ہفتہ کے اندر

دوسرا ایڈیشن پیش کرنا ایک صحافتی کارنامہ ہے" واقعی صفحہ ۱۲۱ پر عمران کے کارنامے کے دوسرے ایڈیشن کا اشتہار بھی موجود ہے۔ یہی اشتہار جاسوسی دنیا نمبر ۵۰ پاگل خانے کا قیدی میں صفحہ ۱۲۵ پر بھی درج ہے جہاں یہ بھی لکھا ہے "خوفناک عمارت اور چٹانوں میں فائر جیسی دو دلچسپ داستانیں عمران کے کارنامے میں شامل ہیں"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکہت کے ناول نمبر میں عمران سیریز کے کراچی سے شائع شدہ پہلے دو شمارے دوبارہ شائع کیے گئے تھے۔

لیونارڈ کی واپسی کے 'گوشۂ احباب' کی تمہید (صفحہ ۱۱۳) میں عمران کے کارنامے کے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل پیراگراف کا اضافہ بھی تھا: "ادارہ جاسوسی دنیا ہمیشہ کی طرح اپنے ان قارئین کی بے پایاں محبت کا شکر گذار ہے اور انہیں یہ یقین دلاتا ہے کہ اُنکے تمام خطوط جاسوسی دنیا کے مدیر اعلیٰ، مدیران اور محترم ابن صفی کی نظروں سے ضرور گذرتے ہیں خواہ وہ شائع ہوں یا نہ ہوں۔ اور اس بات کی پوری کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی خواہشات کا مکمل احترام کیا جا سکے۔"

'گوشۂ احباب' کے آخر میں 'ابن صفی کی تصویر' کی سرخی کے نیچے مندرجہ ذیل عبارت درج تھی:

گذشتہ کئی شماروں سے 'گوشۂ احباب' کے عنوان کے تحت ہزاروں خطوط ابن صفی کی تصویر کے لئے آئے اور جوبلی نمبر کے اعلان کے بعد سے تو خطوط کا ایک سیلاب تھا جو تھمتا ہی نہیں تھا۔ حال ہی میں گورنمنٹ ہائی اسکول نظام آباد دکن کے تین سو اسی طلبا کا ایک دستخطی میمورنڈم اور دوسرے بیس پچیس اور سو دستخطوں کے میمورنڈم کے ساتھ موصول ہوا۔ ظاہر ہے کہ رائے عامہ کے اس طوفان کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا اس لئے محترم ابن صفی کی تصویر جوبلی نمبر میں شائع کی جا رہی ہے۔ ادارہ تصویر کی اشاعت کا مطالبہ کرنے والوں اور لاکھوں قارئین کی خدمت میں اس زبردست کوشش پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

"ادارہ"

فروری ۱۹۵۶ء [؟]: لیونارڈ کی واپسی

۴۹

جاسوسی دنیا نمبر ۴۹ بھیانک آدمی یعنی پہلے کراچی سے شائع ہونے والے عمران سیریز نمبر ۴ پر مشتمل تھا۔ مجھے دستیاب نہیں ہو سکا۔ ۱۵ فروری کو شائع ہوا ہوگا کیونکہ اس سے اگلے شمارے پر اپریل ۱۹۵۶ کی تاریخ اشاعت درج ہے لہٰذا نمبر ۴۹ پر مارچ ۱۹۶۵ درج رہی ہوگی جس کا مطلب عملاً ۱۵ فروری ہے کیونکہ جاسوسی دنیا کے شمارے عام طور پر درج شدہ تاریخ سے پندرہ دن پہلے بازار میں آتے تھے۔

جاسوسی دنیا میں عمران سیریز کا ناول کیوں شائع ہوا؟ عباس حسینی کولڈن جوبلی نمبر کو اس وقت تک شائع نہیں کرنا چاہتے ہوں گے جب تک محکمہ ڈاک والے تنازعے کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ابن صفی سے کوئی متبادل ناول طلب کیا ہوگا اور غالباً دستیاب نہ ہونے پر عمران سیریز کے نمبر ۴ کو جو کراچی سے پہلے ہی شائع ہو چکا تھا جاسوسی دنیا نمبر ۴۹ کے طور پر شائع کر دیا تاکہ سالانہ خریداروں کے لئے شماروں کی گنتی پوری کی جا سکے۔ عمران نمبر حال ہی میں حد سے زیادہ مقبول ہو چکا تھا اس لئے بھی جاسوسی دنیا میں عمران کا ناول شائع کرنے کا خیال آیا ہوگا۔

۵۰

قرین قیاس لگتا ہے کہ ابن صفی نے یہ ناول یعنی پاگل خانے کا قیدی کولڈن جوبلی نمبر شعلوں کا ناچ کے بعد لکھ کر بھیجا ہوگا مگر چونکہ ابھی تک محکمہ ڈاک والے تنازعے کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اس لئے کولڈن جوبلی نمبر کو مزید ایک ماہ موخر کر کے اسے پہلے شائع کر دیا گیا ہو۔

اس بار بھی جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں جاسوسی دنیا کا رجسٹریشن نمبر کا مسئلہ حال اور مستقبل کی تاریکی اور روشنی کے بیچ میں ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں! ہم نے اس درمیان میں کوشش کی تھی یہ شمارہ جب آہ تک پہونچے تو یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہو لیکن ابھی وہی صورت حال ہے۔ پرچے

چھپ رہے ہیں اور آنے والے کچھ دن بہت ہی فیصلہ کن ہیں۔ اس بیچ میں کیا ہوگا؟ اس سوال کا جواب بھی تاریکی میں ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ آپ کو بھی اس سے باخبر رکھ سکوں اس لئے کہ میں نے کبھی بھی اپنے کو آپ سے الگ محسوس نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جاسوسی دنیا کے قارئین ایک عظیم برادری کی صورت میں میرے اپنے ہی گھر کے افراد ہیں اور دکھ سکھ میں برابر کے شریک کار! اور اس کے علاوہ میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ جاسوسی دنیا آپ کا ہے۔ ایشیا کے عظیم عوام کا ہے۔ اس لئے جو بھی صورت حال ہے اور ہوگی اُسے آپ کے سامنے پیش کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

رجسٹریشن نمبر کی اس غیر یقینی صورت حال کے باوجود یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو کچھ بھی ہو گولڈن جوبلی نمبر شعلوں کا ناچ آئندہ ماہ میں ضرور شائع ہوگا۔ یہ فیصلہ بھی آپ کی بے چینیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ پچھلی بار صرف دو ماہ تاریخ اشاعت گزر جانے پر جاسوسی دنیا کے ساتھیوں نے خطوط کی جس "سیلابی" صورت میں اپنی بے چینی اور اشتیاق کا اظہار کیا تھا اُسے نظر انداز کرنا کسی انسانی طاقت کے بس کی بات نہیں تھی۔

اس لئے آئندہ شمارہ "گولڈن جوبلی نمبر" ہی ہوگا۔ اور انشا اللہ اُسی شان و شوکت اور عظمت و بلندی کے پرچم لہراتے ہوئے شائع ہوگا جس کا ہم نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اور اس کا مظاہرہ جاسوسی دنیا کی پچھلی چار برس کی تاریخ کرتی رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے سامنے بھیانک روپ میں پریشانیاں ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ادارہ کے بہترین دماغ اس وقت قانونی موشگافیوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی بجا ہے کہ ان پریشانیوں نے ہمارے بہت سے پلانس پر بری طرح اثر ڈالا ہے لیکن ع دشمن اگر قوی تو نگہباں قوی تر است۔ کے مصداق ہمیں پورا بھروسہ ہے۔ ہم جس وقت یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے ساتھ دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے لاکھوں آدمیوں کی آوازیں ہیں تو ہمارا عزم دُگنا ہو جاتا ہے اور ہمارے جوش و استقلال کی قوتیں نئے ولولے اور امنگ کے ساتھ ابھر آتی ہیں۔

اسلئے یقین رکھئے کہ آئندہ شمارہ گولڈن جوبلی نمبر ہی ہوگا۔ اُسمیں ابن صفی کی تصویر بھی ہوگی۔ متعدد اور تصاویر بھی ہونگی۔ حسن کاری کا اعلیٰ معیار بھی ہوگا۔ اُس میں بہت کچھ آپ کی اُمیدوں کے مطابق بھی ہوگا۔

اور کچھ ایسی چیزیں بھی ہونگی جنہیں دیکھ کر آپ عش عش کر اٹھیں گے۔اوران سب کے علاوہ شعلوں کے ناچ کی وہ کہانی ہوگی جسے عظیم مصنف ابن صفی اپنی عظمت کا معیار بنا کر پیش کر رہے ہیں۔جس کا ایک ایک لفظ،ایک ایک سطر قہقہہ کی دنیا،سنسنی خیز واقعات کے پراسرار خزانے اور ابن صفی کے حسن کارانہ قلم کی آن بان لیکر آرہا ہے۔

اِس شمارہ کی کہانی پاگل خانے کا قیدی میں فریدی اور حمید سے پھر ملئے۔حمید کی دلچسپیاں،اُسکی شرارتیں، اور رام گڈھ کی پراسرار فضاؤں میں پروان چڑھنے والی کہانی کتنی دلچسپ،اور کتنی معرکۃ الآرا ہے اس کا فیصلہ بھی آپ ہی کر سکیں گے۔لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ ابن صفی کے انداز بیان نے اُردو ہندی (جاسوسی دنیا ہندی کے ناول ابن صفی ہی کے اُردو ناولوں کا ترجمہ ہوتے ہیں اور پریم پرکاش صرف اسکے ایڈیٹر ہیں) میں جوئی شاہراہ نکالی ہے وہ عدیم المثال اور ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے۔

اپریل ۱۹۵۶ء: پاگل خانے کا قیدی

۵۲

گولڈن جوبلی نمبر اُردو کی صحافتی تاریخ میں امید و روشن مستقبل کے ایک زرین دور کا آغاز کرتا ہے۔ شایع ہونے سے قبل اسکی تیاری اور اس کا انتظار ایک کہانی تھی اور اشاعت کے بعد اسکی مقبولیت ایک ایسا افسانہ بن چکی ہے جو صداقت پر مبنی ہو! اس کا سواگت کس طرح کیا گیا ہے،اس کا نظارہ ماہ مئی کی اُن ابتدائی تاریخوں میں ہوا جب جوبلی نمبر کتب فروشوں کی دکانوں پر پہونچا ہے۔لوگوں کا کہنا ہے کہ امتحان کے نتیجہ کے دنوں میں یا جنگ کے زمانہ میں راشن کی دکانوں پر بھی لوگوں کی ایسی بیقراری اور بے چینی دیکھنے میں نہیں آئی!

ہمیں اعتراف ہے کہ ہم کو خود بھی اس بے مثال،عدیم النظیر اور گرمجوشی سے خیر مقدم کا اندازہ نہیں تھا۔ جوبلی نمبر کی تیاریوں کے زمانے میں ہمارے کچھ ہمدردوں نے ہمیں مشورہ دیا تھا کہ ہم اِسے مئی کے

چلچلاتے موسم میں نہ پیش کریں اسلئے کہ یہ موسم کاروباری اعتبار سے ناقص ہوتا ہے! اس کے علاوہ حوصلہ شکنی کیلئے یہ ڈاکخانے کا تازیانہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ حالات بھی نامساعد تھے۔ کبھی پریس کی مشین ٹوٹی اور کبھی ایسے ہی کچھ تکنیکی حالات نے ارادوں کو زنجیر پہنانی چاہی!

لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہمیں اپنی کاوشوں اور اپنے خلوص پر بھروسہ تھا۔ ہمیں اُس وعدے کا پاس تھا جو جاسوسی دنیا کے لاکھوں شیدائیوں سے کیا گیا تھا کہ بہر حال جوبلی نمبر کی تاریخ اشاعت میں التوا نہ ہوگا۔

کاپیاں دفتر میں آئیں۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اسے پیش کیا گیا۔ اپنی کوششوں پر پورے اعتماد اور بھروسہ کے بعد بھی ہمیں عوام کے فیصلہ کا انتظار تھا!

اور آج! جوبلی نمبر کو شائع ہوئے صرف دس دن ہوئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مقررہ نمبر سے زیادہ چھپوانے کے بعد بھی دفتر میں ایک کاپی نہیں ہے۔ نجانے کتنے ایجنٹوں کے خطوط اور تار سامنے رکھے ہیں جن کی دوبارہ فرمائش پوری نہیں کی جاسکیں! ہزاروں کی تعداد میں خطوط کا ایک ڈھیر ہے جو پھیلا ہوا ہے۔

سرورق کی جگمگاہٹ اور حسن ترتیب کو متفقہ طور پر سراہتے ہوئے کسی نے ادارہ کو فخرِ اُردو اور کسی نے فخرِ ایشیا کا خطاب دیا، کوئی شہنشاہ صحافت کہتا ہے اور کوئی نئی قدروں کا پیغامبر کہتا ہے۔ ہم۔ یہ ادارہ۔ اپنی پیاری زبان کے خادم ہیں اور عوام۔ عظیم عوام کے مخلص ساتھی! یہ تعریفیں ہمارے حوصلے دوچند کرتی ہیں۔ اور ہم ایک بار پھر آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس سے بہتر انداز اور حسن کارانہ تخلیق آپ کی خدمت میں پیش کریں گے!

جوبلی نمبر کی عظیم کہانی اور اُسکے عظیم مصنف ابن صفی کے انداز نگارش کے بارے میں صحیح تبصرہ کرنے کیلئے (جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں) ادب کو نئے الفاظ کی تخلیق کرنی پڑے گی۔ اُن کی عظمت اور فن کارانہ صلاحیتوں کے سامنے مدح وستائش کے تمام بڑے بڑے الفاظ بونے نظر آنے لگتے ہیں۔ شعلوں کا تاج اسی عظیم مصنف کی عظمت فن کا پرتو تھا!

آخر میں مجھے اُن تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے خطوط اور تار کے ذریعہ جوبلی نمبر کی

اشاعت میں تھوڑی سی تاخیر پر اپنی بے چین اور پر خلوص محبت کا اظہار کیا۔ مجھے ان ہمدردوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جو اپنے جاسوسی دنیا کیلئے رجسٹریشن نمبر اور دوسری پریشانیوں پر اظہار ہمدردی کرتے رہتے ہیں۔ میں ان تمام ساتھیوں کو ایک بار پھر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جسکے ساتھ عوام ہوں۔ آپکی طاقت ہو۔ اُسکے عزم وارادے کے سامنے پہاڑ بھی پگھل جاتے ہیں۔ یہ پریشانیاں کیا چیز ہیں۔

جون ۱۹۵۶ء: گیارہواں زینہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

گوشۂ احباب

"گوشۂ احباب کی تمہید غیر معمولی طور پر طویل ہے اور گولڈن جوبلی نمبر کی اشاعت کے التوا کی کہانی بیان کرتی ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہے۔

(گولڈن جوبلی نمبر کے لئے جتنا انتظار کیا گیا تھا وہ جاسوسی دنیا کے قارئین کے صبر اور استقلال کا ایک ریکارڈ تھا۔ آج سے تقریباً آٹھ ماہ پیشتر جوبلی نمبر کیلئے مشورے طلب کئے گئے تھے اور جاسوسی دنیا کے صفحات کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ ۱۵ فروری ۵۶ء کو جوبلی نمبر شائع ہوگا۔ چنانچہ دسمبر ۵۵ء کے آخری دنوں میں تیاری شروع کر دی گئی تھی اور اسے بہتر طریقہ پر چھپوانے کے انتظامات ہو رہے تھے کہ اچانک یکم جنوری ۵۶ء کو رجسٹریشن نمبر کی منسوخی کا حکم نامہ ملا اور تیاریوں کے بجائے ہماری ساری توجہ اس نئے معاملے کی طرف مرکوز ہوگئی۔ مجبوراً تاریخِ اشاعت بڑھانی پڑی۔ اور ۱۵ فروری ۵۶ء کے بجائے ۱۵ اپریل کا اعلان کیا گیا۔ یہ خیال تھا کہ یہ تمام پریشانیاں فروری یا مارچ تک ضرور ختم ہو جائیں گی لیکن یہ "سلسلۂ زلفِ دراز" کوتاہ نہ ہوا۔ اپریل کے آخر تک پورا ادارہ دو محاذ بنا کر لڑتا رہا۔ کچھ جوبلی نمبر کی تیاریوں میں مصروف رہے اور ایک ونگ رجسٹریشن نمبر کے معاملے میں متوجہ ہوا۔

۱۵ اپریل تک لوگ انتظار کرتے رہے اور ادارہ دن رات کام کرتا رہا لیکن شب و روز کی یہ جانفشانی بھی اتنے بڑے اور پھیلے ہوئے کام کو قابو میں نہ لا سکی۔ ۲۰ اپریل گذرتے ہی دفتر میں خطوط کا ایک سلسلہ شروع

ہوا۔ایک طوفان کی طرح یہ سلسلہ ترقی کرتا گیا۔ پرچہ نہ ملنے کی شکایتیں، اپنی بےچینیوں کا اظہار، تقاضے اصرار!

اسپیشل دور نگے پوسٹر خریداروں کی دلجمعی کی خاطر جاری کئے گئے اور اس میں ۲۵ اپریل کی تاریخ دی گئی۔ مگر انتہائی کوششوں کے باوجود ۳۰ اپریل سے پہلے پرنٹنگ نہ ہوسکی۔

اِس عرصے میں تار دے کر، خط بھیج کر، ذاتی طور پر دور دراز مقامات سے دفتر میں آکر جاسوسی دنیا پڑھنے والوں نے اپنی جس بےچین اور بیقرار نگر پر خلوص محبت کا ثبوت دیا وہ صدیوں تک یادگار رہے گی۔

اشاعت کے بعد ایجنٹوں کی مزید فرمائشوں کا سلسلہ شروع ہوا اور ابتدا میں اُس کی فراخ دلی سے تعمیل کی جاتی رہی لیکن دو ہی دن بعد سے یہ انداز [کذا: اندازہ؟] ہونے لگا کہ ہمارے اندازوں کو بھی شکست ہو گئی ہے۔کاپیاں کم پڑنے لگیں۔ مانگ کا سلسلہ جاری رہا اور ۷ مئی تک یہ نوبت آ گئی کہ دفتر میں ایک کاپی بھی نہ رہ گئی۔

اتنے ضخیم، خوبصورت اور شاندار نمبر کی زبردست مانگ سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی بھی کوشش کی گئی اور ہمیں یہ اطلاع بھی ملی کہ کئی مقامات پر جوبلی نمبر کی بلیک مارکٹنگ کی گئی اور ۸/عہ کی بجائے ۱۵/ میں بیچا گیا۔ یہ انتہائی گری ہوئی حرکت تھی اور ہمیں جہاں سے بھی اِس کی اطلاع ملی ہم نے مناسب اقدامات کئے!

جوبلی نمبر کی اشاعت سے پہلے اور بعد کا یہ مختصر سا سرسری جائزہ ہے اور اِس لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ ہم کن کن مراحل سے گذرے ہیں! جاسوسی دنیا ہم سے زیادہ آپ کا ہے اور اِس لئے ہم اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو تمام حالات سے باخبر رکھیں۔

ایشیا کے ہر گوشے سے نیوز ایجنٹوں نے جس طرح تار اور خط کے ذریعہ ہماری ہمت افزائی کی اور جاسوسی دنیا کو یورپ کی شائع شدہ کتابوں کا ہم پلہ قرار دیا ہم اُس کے لئے شکر گذار ہیں۔

جوبلی نمبر کے سلسلے میں مدح و ثنا و تعریف و توصیف، تنقید نے جو ایک قیامت خیز صورت اختیار کی ہے۔ان تمام کی اشاعت ناممکن ہے۔اَن میں سے صرف نمایندہ خطوط کے اقتباسات اور ملخصات پر اکتفا کی جاتی ہے۔''ادارہ'')

۵۳

سرخ دائرہ کی کہانی موجودہ سوسائٹی کے ایک گھناؤنے رُخ کو بے نقاب کرتی ہے۔ ابن صفی نے اِس سے قبل بھی مختلف صورتوں میں اُن تلخ حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو ہمارے معاشرے میں اپنی غلاظتوں کے ساتھ گھر آئی ہیں اور جنہوں نے زندگی کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے! چوری، ڈکیتی، اغوا اور اسی طرح کے جرائم پہلے بھی تھے اور آج بھی ہیں لیکن آج کی زندگی نے تعیش پسندی اور سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے کچھ ایسی چیزیں بھی شامل کر دی ہیں جو بہت ہی انوکھے مگر بیرحمانہ جرائم کا سبب بن جاتی ہیں! آج کا "مجرم" زیادہ چالاک ہے۔ اِسی لئے وہ پردے کا شکاری بن کر شکار کھیلتا ہے!

سرخ دائرہ ایسی ہی حقیقتوں کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ بینکوں کے ڈاکو تجوریوں کے نقب زن اور اِسی قماش کے مجرم آپ کو ملیں گے اور ان کا ماحول ہے ہوٹلوں کی زندگی، ریس کے میدان اور اونچی سوسائٹیوں کی عیاشی!

اِس میں کچھ ایسے "شریف آدمی" ہیں جنہوں نے فلسفیوں کے نام پر اپنے نام رکھ چھوڑے تھے! کیوں؟ اِس کا جواب کوئی بھی نہ دے سکا! یا ایک بھیانک طنز تھا!

اِس میں اپنے پرانے، جھلائے ہوئے شکست خوردہ آصف سے ملئے۔ اُس کی جھلاہٹ دوسروں کے قہقہوں کا سبب بن جاتی ہے۔ اِس میں ایک سراغرساں "عورت" بھی ہے۔ اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر "عورت" کے ساتھ حمید کو تفتیش کا موقع ملجائے تو اس کا کیا عالم ہوگا۔

اِس کہانی میں کھوج، واقعات کی تفتیش، چھان بین کے طریقے اور سراغرسی کے جدید اندازوں کا بہت دلچسپ تذکرہ ہے کہ وہ ہمیشہ، ہر بار، ہر کہانی میں اپنے قارئین کے سامنے ایک نئی دنیا پیش کرتے رہتے ہیں۔

صرف ایک ماہ کے وقفہ کے بعد ہم آپ کی خدمت میں جاسوسی دنیا کا گیارہواں خاص نمبر سائے کی لاش پیش کریں گے۔ جاسوسی دنیا نے ہمیشہ اپنے سامنے ایک بلند معیار رکھا ہے اور ہم آپ سے ایک بار پھر اپنی تمام ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جاسوسی دنیا کا یہ خاص نمبر آپ سابقہ خاص نمبروں سے کہیں زیادہ حسین اور خوبصورت پائیں گے! گولڈن جوبلی نمبر کے سلسلے میں خطوط کا لامتناہی سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اسے جس انداز سے عوام نے پسند کیا ہے وہ خود اپنی جگہ پر ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روشنی میں آپ آئندہ خاص نمبر سائے کی لاش کی اہمیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

اس شمارہ میں صفحات کی کمی کی بنا پر 'گوشۂ احباب' کا کالم شامل نہیں کیا جا سکا ہے۔ ہم معذرت خواہ ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ادارہ اور ابن صفی کی طرف سے ان ہزاروں ساتھیوں کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے گیارہواں زینہ اور گولڈن جوبلی نمبر کو سراہتے ہوئے اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا۔ اور جن کی رائے اور مشورے ہمیشہ ہمارے لیے حوصلوں اور نئی امنگوں کا پیغام بنتے ہیں۔

جولائی ۱۹۵۶ء: سرخ دائرہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ اس میں صفحہ ۱۲۴ – ۱۲۳ پر جاسوسی دنیا کے اگلے دلچسپ خوبصورت لڑکیاں کا اشتہار تھا جو جولائی کے وسط میں منظرِ عام پر آیا تھا۔ صفحہ ۱۲۶ پر عمران سیریز کے دلچسپ دھوئیں کی تحریر (نمبر ۹) کا اشتہار بھی تھا جو کراچی سے شائع ہو رہا تھا یا ہو چکا تھا۔ اگلے شمارے کے اداریے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شمارہ دیر سے بازار میں پہنچا۔

۵۴

میری آنکھوں کے سامنے اس وقت سینکڑوں خطوط ہیں۔ جن میں جاسوسی دنیا کے دیر سے ملنے کی شکایتیں ہیں۔ اور ان خطوط سے کہیں زیادہ میرا اپنا احساس ہے جو مجھے بازار کا وہ نقشہ دکھا رہا ہے جہاں ایک بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ انتظار کرنے والوں کا ہجوم ہے لوگ آتے ہیں، پوچھتے ہیں اور پھر اداس چہرے لئے واپس چلے جاتے ہیں اور جب انہیں اپنا محبوب ماہنامہ دیر ہی میں سہی مل جاتا ہے تو ان کے چہرے کھل

اُٹھتے ہیں اور مسکراہٹوں کی کومل کلیاں لہلہا اُٹھتی ہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ گذشتہ چھ ماہ سے آپ سب کو اس طرح کی غیر معمولی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مگر اس کیلئے ہم مجبور ہیں۔ ابھی پچھلے مہینہ کی بات ہے سرخ دائرہ ۱۵ تاریخ سے تیار تھا لیکن ہم اُسے دس گیارہ دن بعد روانہ کر سکے۔ آپ سب اس طرح کی دشواریوں کی اصل وجہ سے واقف ہیں۔ رجسٹریشن نمبر کا جھگڑا ابھی تک ہے۔ اور اسی وجہ سے اس طرح کی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ کی بے پایاں محبت کا پورا احساس ہے، اور آپ یقین رکھئے کہ دو چار دن کی دیر ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ہاتھوں میں قلم رہے گا، اور زندگی کی آخری سانس رہے گی جاسوسی دنیا آپ کو برابر ملتا رہے گا!

خونخوار لڑکیاں اس طرح کی کہانی ہے جسے پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ فریدی اور لیونارڈ، مصنوعی ناک، موت کی آندھی اور اندھیرے کا شہنشاہ جیسے شاندار ناول پیش کرنے والا عظیم مصنف ابن صفی اپنے قلم کی حسین جنبشوں سے ایسے ہی غیر فانی نقش و نگار جب چاہے بنا سکتا ہے۔ اس کہانی کو پڑھئے اور دل کھول کر قہقہے لگایئے اس لئے کہ اس میں گرانڈیل احمق قاسم اپنی تمام تر حماقتوں کے ساتھ ہے۔ ایک ایک واقعہ ایسا ہے کہ تصور کی نگاہوں سے دیکھا اور قہقہوں کے زعفران زار لہلہا اُٹھے! اس کا اور سس پنس معرکے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کی ڈرامائی قوت ہر لمحہ دل کو دھڑکنے پر مجبور کرتی رہتی ہے۔ اس کے مجرم بہت معمولی ہیں اور اسی لئے کرنل فریدی نہیں عجیب و غریب انداز میں سزا دیتا ہے! سزا کا یہ طریقہ اتنا انوکھا ہے کہ آپ بے ساختہ یہ پکار اُٹھنے پر مجبور ہوں گے کہ ایسی نادر اور اچھوتی چیزیں ابن صفی کا ہی عظیم ذہن سوچ سکتا ہے! ابن صفی سوسائٹی کے نباض ہیں اور سماج میں ہر بے راہروی پر اُن کی نگاہ رہتی ہے۔ ایک مفکر اور ایماندار فلسفی کی طرح وہ ایسی باتوں کی وجہ بھی بتاتے ہیں اور اُن پر تنقید بھی کرتے ہیں۔ خونخوار لڑکیاں میں یہ سماجی تنقید بہت گہری نشتریت لئے ہوئے ہے!

آئندہ شمارہ سائے کی لاش جاسوسی دنیا کا گیارہواں خاص نمبر ہوگا۔ ہم تو پوری کوشش کریں گے کہ پندرہ اگست کے تاریخی دن کو یہ آپ کے ہاتھوں میں ہو لیکن دیر ہونے کے امکانات بھی ہیں۔

اس نمبر کیلئے صرف اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ سائے کی لاش کا گٹ اپ ظاہری حسن اور سرورق یقیناً آپ

کو چونکا دے گا۔ رہ گئی کہانی۔ تو اتنا یاد رکھئے کہ ابن صفی کی یہ کہانی پڑھنے کے بعد آپ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ یہ انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں۔

اگست ۱۹۵۶ء: خونخوار لڑکیاں

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

۵۷

پہلا شعلہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا ایک سنسنی خیز داستان کی تمہید تھی۔ کہانی میں تمامتر سنسنی خیزی اور واقعات کے الجھاؤں کے ساتھ دوسرا شعلہ میں آگے بڑھتی نظر آتی ہے۔ اس کو پڑھتے ہوئے آپ میں سے اُن تمام ساتھیوں کی خواہشات پوری ہوتی نظر آئیں گی جن کا مطالبہ تھا کہ ابن صفی ایڈونچر پیش کریں۔ دوسرا شعلہ ایڈونچر سے بھرپور ہے۔ ابن صفی نے جس ماحول کا نقشہ کھینچا ہے۔ اُسے پڑھتے ہوئے یہ گمان ہونے لگتا ہے جیسے وادی کراخال حقیقتاً کوئی ملک ہے اور ہم وادی کراخال کی ہری بھری پہاڑیوں کی سنگلاخ وادیوں میں گھوم رہے ہوں! اور جب ملکۂ کائنات کے دربار میں میاں حمید پر نظر پڑتی ہے تو ایک لحظہ کے لیے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ماہ و سال کی دوشیزہ نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی ہے اور قدیم مصر میں کسی قلوپطرہ کے دربار میں کوئی قیدی لے جایا جا رہا ہے۔ عام خیال یہ رہا ہے کہ اس ناول میں روحی اور نوشابہ سے ملاقات ہوگی۔ لیکن دوسرے شعلے میں یہ "چنگاریاں" نہیں ہیں۔ ابن صفی کا عظیم ذہن ہمیشہ نت نئی راہوں کو تلاش کرتا رہا ہے۔ اور وہ اچنبھے میں ڈال دینے کے عادی ہیں۔ اور اسی لئے دوسرے شعلے میں آپ کو کوئی بھی پرانا کردار نہ ملے گا۔ ان سب سے آنے والے ناولوں سے [کذا؟: میں] ملئے۔

یہ داستان کتنی حیرت انگیز ہے اس کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ پہلا شعلہ شائع ہونے کے بعد ہی سے عوام بہت بیچینی سے دوسرے شعلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور انتظار کا یہ سلسلہ جہنم کا شعلہ تک جاری رہے گا۔

یہ عظیم کہانی جو لگ بھگ پانچسو صفحات پر مشتمل ہے، مزاح و تفریح کے اعتبار سے دیوار قہقہہ ہے۔

سائنٹفک معلومات اور سائنسی کارناموں کا ایک ذخیرہ ہے اور ایڈونچر اور سراغرسی کا ایک شاندار سلسلہ ہے۔ غالباً دنیا کا کوئی بھی مصنف بیک وقت اپنی کسی تصنیف میں اتنی خصوصیات مجتمع نہیں کر پاتا ہے۔ اور یہ صرف ابن صفی کے قلم کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ جو اتنا ستھرا مزاح، اتنے پراز معلومات سائنٹفک انکشافات اور ایسے ہوش ربا ایڈونچر پیش کرتا ہے۔

گذشتہ تین ماہ سے آپ جاسوسی دنیا میں خوشگوار تبدیلی محسوس کر رہے ہوں گے۔ ہم خود اس کی طرف اشارہ نہیں کرنا چاہتے، آپ ہی محسوس کریں اور صوری اعتبار سے جس حسن کا اضافہ ہوا ہے اُسکے بارے میں لکھیں۔ اِدھر دو مہینوں سے اس بات کی بھی کوشش جاری ہے کہ جاسوسی دنیا کی تاریخ اجرا پرانے دستور کے مطابق ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک لے آئی جائے اور ہمیں یقین ہے کہ آئندہ مہینے کا شمارہ پندرہ تک شائع ہو سکے گا۔

نومبر ۱۹۵۶ء: دوسرا شعلہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ سرورق ندارد۔ صفحہ ۱۲۸ پر نام نامہ لکھا ہے الہ آباد کے 'عمران نمبر' کا اشتہار ہے جو در ناولوں پر مشتمل ہو گا: جہنم کی رقاصہ اور سانپوں کے شکاری۔ یہ دراصل کراچی سے شائع ہونے والی عمران سیریز کے نمبر ۵ اور ۶ تھے۔

۵۸

تیسرا شعلہ میں ابن صفی کا فن اپنے شباب پر نظر آتا ہے۔ شعلوں کے سلسلے کی جو کہانی پہلا شعلہ میں تمہید بنکر آئی تھی اور دوسرے شعلے میں جس نے انتہائی سنسنی خیز موڑ لیا تھا، وہ تیسرے شعلہ میں نقطہ عروج پر ہے۔

مدتوں سے اس بات کا تقاضہ کیا جا رہا تھا اور جاسوسی دنیا کے قارئین میں سے ایک گروپ کا مطالبہ تھا کہ انور اور رشیدہ کو موقع دیا جائے! تیسرے شعلہ میں انور اور رشیدہ سے بھی ملئے! انور اور رشیدہ کو ایک عجیب و غریب حیثیت میں دیکھکر آپ حیران رہ جائیں گے!

ابن صفی نفسیات کے ماہر ہیں اور نفسیات کے ساتھ ساتھ جنسیات پر بھی اُن کی گہری نگاہ رہتی ہے۔ اِس سلسلے میں متعدد کردار اُن کے شاہکار کی حیثیت سے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ موجودہ کہانی میں بھی ساحرہ کا کردار ایسا ہی شاہکار ہے۔ پڑھنے والوں کے سامنے ذہن انسانی کی سینکڑوں گتھیاں آ جاتی ہیں اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انسانی دماغ کتنا پیچیدہ، کتنا پراسرار اور کتنا عجیب ہوتا ہے! تاریکا کردار جرائم کی غایت پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور کچھ گمراہ کن اور غلط جنسی رجحانات کی بھی پردہ کشائی کرتا ہے۔

ابن صفی نے تیسرے شعلے میں قاری کو ایک ایسے میدان پر لا کر چھوڑ دیا ہے جہاں تشنگی اور بے چینی اور بڑھ جاتی ہے اور ہر لحظہ یہ احساس شدت اختیار کر جاتا ہے کہ اب کیا ہوگا؟

یہ جاننے کے بعد بھی کہ جرائم کے پیچھے وہی "طاقت والی تنظیم" ہے۔ استعجاب اور تجسس کی دنیا نت نئے دروازے کھولتی رہتی ہے اور اس پر مجبور کرتی رہتی ہے کہ "ملکہ" کون ہے؟ ساحرہ کی کیا حیثیت ہے؟ تھریسیا آف بمبل بی کیا بلا ہے؟ کراغال کی خانم کون ہے؟ اور طاقت کی تنظیم کے پیچھے کون ہے؟ اور سب سے زیادہ خلش اسکی ہوتی ہے کہ وہ شعلہ کیا تھا؟ آدمی سیاہ کیسے ہو جاتا تھا۔ اور اس بات یہ خلش اور بڑھ جاتی ہے!

مگر ان تمام سوالوں کا جواب، ان تمام پیچیدگیوں کا حل اور اس شعلہ ریز، ہنگامہ خیز داستان کی تکمیل آپ کو آئندہ شمارہ میں ملے گی جو جہنم کا شعلہ بن کر آ رہی ہے۔ یہ اُس داستان کا اختتام ہے جو پہلا شعلہ سے شروع ہوئی تھی اور اب تک جس کی وجہ سے بے چینی اور اضطراب کی ایک دنیا آباد تھی!

جہنم کا شعلہ ایسی ہی ہنگامہ خیز داستان بن کر آ رہی ہے! ابن صفی اُسے شاہکار بنا رہے ہیں اور ہم یہ اُمید کرتے ہیں کہ آپ بھی اُسے ایک ایسا کارنامہ قرار دیں گے جو دنیائے ادب و صحافت کی تاریخ میں عدیم النظیر ہو۔

دسمبر ۱۹۵۶ء: تیسرا شعلہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ غالباً جگہ کی کمی کی وجہ سے گوشۂ احباب شامل نہیں کیا گیا۔ کہانی صفحہ ۱۲۶ پر ختم ہوتی ہے اور اس کے بعد دو صفحوں پر اگلے ناول کا اشتہار ہے۔

یہ اُس حیرت انگیز، ہوشربا اور زلزلہ خیز سلسلہ کا آخری ناول ہے جس نے گذشتہ تین مہینوں سے ایک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ میں لوگوں کے جذبات کا اپنی ہی طرح اندازہ کرتا ہوں۔ گویا اپنے پر "اہل دہر" کا "قیاس" کیا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جو اضطراب، بے چینی، خلش، انتظار اور اسکی دھڑکنیں ہر لحہ دن کا چین اور رات کی نیند کوتاروں میں اڑاتی رہیں۔ وہ اس شمارہ کو دیکھ کر ایسی فرحت، مسرت اور نشاطیہ کیفیت میں بدل جائیں گی جس کا تعلق روح کے اُن سرمدی تاروں سے پوتا ہے جسے "تسکین" یا "طمانیت" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ داستان تقریباً ساڑھے سات سو صفحات کی تھی۔ ابن صفی نے اِسکی ایک جھلک شعلوں کا ناچ میں پیش کی تھی۔ پھر اُسکے بعد شعلوں کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور اب جب ابن صفی نے اسے ختم کیا ہے تو ایک عظیم فنکار کی طرح انہیں "تنگی داماں" کی شکایت ہے۔ اُن کے قلم کی بے پناہ جولانیوں کو ابھی اور وسعتوں کی تلاش تھی!

میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ جہنم کا شعلہ پڑھ کر کتنی بے قراری سے آپ سب اپنے ذہن میں کلبلانے والے ہزاروں سوالوں کا حل تلاش کریں گے۔ اس میں سے کتنے ہی جوابات ایسے بھی ہوں گے جن کے بارے میں شاید آپ نے سوچا ہو، لیکن یقین کیجئے کہ بہت سی باتیں ایسی بھی سامنے آئیں گی کہ جنہیں پڑھ کر آپ اچھل پڑیں گے! یہی ایک ایسا موقع ہوتا ہے جہاں ہر ذہن ابن صفی کی فنکارانہ چابکدستی اور عظمتوں کے سامنے بے اختیار محبت وعقیدت، نیازمندی کے پھول چڑھاتا ہے۔

اِس حیرت انگیز داستان میں fants ay ہے۔ ایک ایسا ماحول جو عموماً لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ نہیں ملتا۔ ابن صفی ایسے ہی ماحول میں اپنی بصیرت اور ژرف نگاری سے فلسفہ، نفسیات، حکمت کے وہ دریچے کھولتے ہیں جس پر لاکھوں حقیقتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ ساحرہ کا کردار لیجئے۔ یہ میرا چیلنج ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی جیسے ترقی یافتہ ادب بھی ایسا کردار نہیں پیش کر سکتے۔ یہ haunt کرتا ہے۔ شیلی کے نغمات کی طرح اِس کردار کی حسین پیشکش ذہن سے چمٹ کر رہ جاتی ہے! میں نہیں کہہ سکتا کہ ذہن کی وادی میں کب

تک "ساحرہ" کو پکارتا رہے [کذا؟: رہوں] گا!

اختتام پر پہونچکر دو جھٹکے ذہن کو محسوس ہوتے ہیں اور جن حقائق کا انکشاف ہوتا [ہے] وہ نفسیات کے طالب علموں کے لئے معرکہ کی چیز ہے۔ اس سلسلے کے ناولوں کا بھی ایک گہرا مقصد ہے۔ ابن صفی مبلغ یا مصلح یا سیاسی رہنما تو نہیں ہیں۔ مگر اُن کے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو انسانیت کیلئے دھڑکتا رہتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ قوموں کی زندگی میں وہ دن کتنا بھیانک اور منحوس ہوتا ہے۔ جب فاشی طریقوں پر سازشیں پھیلتی ہیں۔ آج کی سیاسی زندگی میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے ایسی سازشیں عام ہو رہی ہیں۔ ابن صفی ایسی سازشوں اور ایسی فاشی تکنیک کے خلاف آواز بلند کر کے جمہوریت دوست عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور اس لئے فاشزم، سازشی ہتھکنڈے بازوں اور نازی تکنیک کے خلاف اُن کے قلمی جہاد پر امن، جمہوریت اور انسانیت مادر گیتی کے اس عظیم فرزند کو مبارکباد دیتے ہیں۔

جنوری ۱۹۵۷ء: جہنم کا شعلہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

۶۰

شاید ہی کوئی اس حقیقت سے انکار کر سکے کہ موجودہ بین الاقوامی حالات کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ جسے اقتدار کی رسہ کشی، سازشی کوششوں اور ریشہ دوانیوں پر محمول کیا جانا ضروری ہے! آئے دن آپ espionage اور spy rings کی کہانیاں اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اور آپ کو اس کا اندازہ ہوتا ہو گا کہ ارضِ شرق کو اپنی سازشوں کا شکار بنانے کے لئے مغربی طاقتیں کیا کچھ نہیں کر رہی ہیں۔ ایک ایماندار، حساس ادیب کی طرح ابن صفی ان حالات سے بیخبر نہیں ہیں۔ ایسے تمام واقعات پر اُن کے احسا[سا]ت بھی برانگیختہ ہوتے ہیں اور ان کا قلم بھی اپنے مخصوص انداز میں ان سازشوں کی طرف اشارہ کرتا چلتا ہے۔

زہریلے تیر ایک ایسی ہی کہانی ہے!

یہ کہانی ابن صفی نے بڑے الجھے ہوئے حالات میں لکھی ہے۔ ابن صفی کے والد محترم کی علالت نے

انہیں ذہنی سکون نہیں ملنے دیا۔ایک طرف باپ کی محبت، بیماری اور دوڑ دھوپ-اور دوسری طرف زہریلے تیر۔ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں ذہنی کیفیت کیا ہوسکتی ہے!اس کا صحیح اور سچا احساس اُن ہی کو ہوسکتا ہے جو مصنف بھی ہوں اور جنہیں ان منزلوں سے گذرنا پڑا ہو!ایسے روح فرسا حالات میں ایک ایسی کہانی ترتیب دینا ابن صفی ہی کا کام تھا!

زہریلے تیر کی یہ پراسرار کہانی اُس وقت کتنی دلچسپ اور سنسنی خیز ہوجاتی ہے جب تارا نائیڈو اور کہکشاں کے چکر میں حمید اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ریکھا کے ساتھ فریدی کو دیکھ کر اُن بہت سے لوگوں کی خواہش پوری ہوگئی ہوگی جو مستقل اِس بات پر مصر تھے کہ ریکھا کو پھر لایا جائے۔

ڈاکٹر ڈریڈ-اور فنچ-خطرناک، چالاک اور ہوشیار!ان دونوں کے کرداروں کی تفصیلات نہ جان کر آپ کو تھوڑی بہت مایوسی ہوسکتی ہے۔مگر اتنا آپ مجھسے بہتر جانتے ہیں کہ ابن صفی جب کسی کردار کو دھورا رکھتے ہیں تو اُس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ کوئی بہت ہی عظیم تخلیق پراسرار پردوں کے پیچھے سے باہر آنے کیلئے بیتاب ہے۔اسلئے مجھے بھی یہی اُمید ہے کے [کذا: کہ][یہ] ڈاکٹر سلیمان وغیرہ سے کہیں زیادہ ہیبتناک پراسرار اور خوفناک روپ میں ظاہر ہوں گے!

چار شعلوں کا وہ پراسرار سلسلہ ختم ہوگیا۔جہنم کا شعلہ آخری کارنامہ بن کر اس طرح لوگوں کے دل و دماغ پر چھا گیا کہ کسی کو یقین ہی نہیں آتا کہ یہ سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔اس کی پسندیدگی کا اندازہ آپ اسی سے لگا سکتے ہیں کہ جہنم کا شعلہ کا دوسرا ایڈیشن کرنا پڑ رہا ہے!

اس سلسلے میں میری درخواست یہ بھی ہے کہ آپ سب اپنی رائے اور مشورے روانہ کرتے وقت یہ ضرور لکھیں کہ آپ آئندہ بھی مسلسل کہانی چاہتے ہیں یا نہیں؟

ظاہر ہے کہ اس کا فیصلہ آپ ہی کر سکتے ہیں اور آپ کی خواہشات و جذبات کا احترام کرنا ہمارا اور محترم ابن صفی کا فرض ہے۔

فروری ۱۹۵۷ء: زہریلے تیر

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

پانی کا دھواں ڈاکٹر ڈریڈ کے کارناموں کے سلسلے کا دوسرا شمارہ ہے! اس شمارہ کو پڑھ کر آپ یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ آپ کی رائے کا ہم کتنا احترام کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ دعویٰ محض کاغذی نہیں بلکہ عملی ہوتا ہے۔ گذشتہ اشاعت کے بعد سے اب تک لاکھوں پڑھنے والوں نے اس مسئلہ پر رائے بھیجی تھی کہ کہانی مسلسل ہو یا غیر مسلسل؟ ان رائیوں میں اختلاف تھا۔ اس لئے محترم ابن صفی نے ایک ایسا راستہ نکالا ہے جو ہر طبقہ اور ہر نکتہ خیال کو مطمئن کرتا ہے۔ یعنی یہ کہانی اپنی جگہ پر مکمل بھی ہوگی اور مسلسل بھی۔ انجام کی تشنگی "طلب" کو تیز تر بھی کرتی رہے گی۔

پانی کا دھواں ایسی ہی کہانی ہے۔ اسکی شکیلہ کا ایڈونچرس رول گیارھواں زینہ کی طاہرہ کی یاد دلاتا ہے۔ اور حمید کے ساتھ اس کی چھیڑ چھاڑ، مزاح و تفریح کی ہنس مکھ دنیا کی سیر کراتی ہے۔ جن لوگوں کو حمید کے بجھے بجھے رہنے کی شکایت تھی وہ اس بار اسے پاگل کے روپ میں دیکھ کر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکیں گے! فریدی نے ٹونی اور گیسپر کو جس انداز سے سزا دی ہے وہ "فریدی طریقہ" کا ایک شاہکار ہے۔ آخری صفحات میں لیڈی انسپکٹر ریکھا اور حمید کا دیہاتی رول مدتوں یاد رہے گا۔ لیکن ان سب باتوں کے علاوہ جس چیز کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ دور حاضرہ کے واقعات پر تبصرے ہیں جو چھوٹے چھوٹے جملوں پر مشتمل ہیں۔ پوری کہانی میں موتیوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ آج کی بین الاقوامی سیاست، زبردستی حفاظت کی دعویداری، فوجی معاہدے، کمزور ملکوں کے دبانے کی حکمت عملی۔ اور اسی طرح کے دوسرے مسائل پر جس حکیمانہ انداز سے ابن صفی نے تبصرہ کیا ہے وہ انہیں ان ناول نگاروں کی صف میں کھڑا کرتا ہے جو تاریخ میں زندگی کے مفسر ہی نہیں زندگی کے نقاد بھی کہلاتے ہیں۔

ابن صفی کے والد محترم کی علالت کے بارے میں مزاج پرسی کے خطوط اور تار کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہیں۔ اس لئے جاسوسی دنیا کے ان [کذا: ان] صفحات کے ذریعہ مجھے یہ اطلاع ہوئے بڑی مسرت ہے کہ ابن صفی کے والد محترم بفضلہٖ بخیر ہیں! ابن صفی اپنے لاکھوں چاہنے

والوں کی اُس بے پناہ ہمدردی اور محبت کے مظاہرے کے بیحد مشکور ہیں۔

آخر میں گوشہ احباب کے صفحات نہ شامل ہو سکنے کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ کہانی کے صفحات بڑھ جانے کی وجہ سے یہ کالم شامل نہ ہو سکا۔

مارچ ۱۹۵۷ء: پانی کا دھواں

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

ڈاکٹر ڈریڈ کے کارناموں کے سلسلہ کی یہ تیسری کہانی ہے۔ اور اُسی انداز کی کہانی ہے جس طرح کی پہلی دو کہانیاں تھیں۔ یعنی یہ کہ اسے ختم کرنے کے بعد تشنگی کا احساس تو نہیں ہوتا لیکن وہ کرید اور تجسس جو ابن صفی کی کہانیوں کی امتیازی صفت ہے[۔۔؟] "سعیدہ رحمان" سے جو کہانی شروع ہوتی ہے وہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ڈاکٹر ڈریڈ بچ جاتا ہے!

اِس کہانی میں جہاں اور بہت سی باتیں ہیں وہاں ایک خصوصیت کیطرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس کہانی میں "پروپیگنڈے کے فراڈ" پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ شخصی پراپیگنڈا کس طرح جرائم کی راہ کھول سکتا ہے۔ اس کی تشریح سعیدہ رحمان کے کردار سے ہوتی ہے۔ سعیدہ رحمان کی خوبصورتی کے بجائے، اُسکی بے اندازہ دولت کی کہانی نے لوگوں کو اُس کا شیدائی بنا دیا تھا اور یہ فریفتگی اِس حد تک پہونچ گئی تھی کہ اُسکی دولت کی خاطر لوگ اپنی دولت تباہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے! کہانی کا یہ اخلاقی پہلو آج کی پوری سوسائٹی کیلئے مشعل راہ بن سکتا ہے! اس لئے کہ موجودہ دور میں بھی حقائق سے زیادہ پروپیگنڈے پر بھروسہ کیا جاتا ہے!

اس کہانی میں قاسم کی موجودگی اُن تمام لوگوں کیلئے ہے جو اِس "گرانڈیل احمق" سے ملنے کے لئے بے چین رہا کرتے ہیں۔ قاسم اپنی "قوں" اور "تیاتہا" [کذا؟ "قیاقہا"] کے ساتھ کہانی کے آغاز ہی میں نظر آتا ہے اور اس طرح کہانی کا جزو بن جاتا ہے کہ کبھی کبھی اُسکی شخصیت بھی مشکوک نظر آنے لگتی ہے!

ڈاکٹر ڈریڈ اور فنچ جو ان کہانیوں کے مرکزی مجرم ہیں، اُن کی ابھی تک ادھوری تصویریں آپ کے سامنے آئی ہیں۔ خصوصاً ڈاکٹر ڈریڈ جو صرف "پس پردہ" کاروائیاں کرتا ہے! اس کہانی میں دونوں آپ کو ملیں گے! بلکہ فنچ تو کہیں زیادہ اُچھلتا کودتا نظر آتا ہے۔ اور اُسکی عیاری، پھرتی اور چالاکی سنگ ہی کی یاد دلاتی ہے!

ان دونوں کرداروں کی بھرپور اور مکمل تصویر آئندہ شمارے میں جو خاص نمبر ہو۔ دیکھئے! اس شمارہ میں نہ صرف اس کہانی کی وہ تمام کڑیاں پایۂ تکمیل تک پہونچیں گی جنہیں ابتک آپ نے پڑھا ہے۔ بلکہ یہ خاص نمبر کہانی کے اعتبار سے بھی سنسنی خیز، متحیر کن اور معرکہ خیز ہوگا۔ اور جاسوسی دنیا میں اب تک جتنے مجرم آپ نے دیکھے ہیں، اُنمیں فنچ اور ڈریڈ کو آپ سب سے عجیب و غریب پائیں گے!

جاسوسی دنیا کے پرانے ناولوں کیلئے مطالبہ نے اِدھر شدت اختیار کر لی تھی اور وہ گذشتہ پچیس ناول جو بالکل کمیاب ہیں، اُن کی اشاعت کا مطالبہ ہوتا رہا تھا۔ اپنے قارئین کے اس مشورہ کا ہمیں بے شک احترام تھا مگر حالات ایسے ہی تھے جنکی بنا پر ہم یہ شمارے نہ پیش کر سکے! اب حالات سازگار ہیں اور ہمیں یہ خوشخبری دیتے ہوئے مسرت ہے کہ تین چار ماہ کے اندر ہم کچھ پرانے ناول آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔

اپریل ۱۹۵۷ء: لاش کا قہقہہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

اس شمارہ میں صفحہ دو پر ایک نیا اضافہ نظر آتا ہے:

"جاسوسی دنیا کے بارے میں تفصیلات (رجسٹریشن آف نیوز پیپر ایکٹ کی دفعہ ۴ کے مطابق): (۱) اشاعت کی جگہ: حسن منزل الہ آباد ۳، ۵ کولہن ٹولہ، الہ آباد ۳ (۲) مالک، پرنٹر، پبلشر اور ایڈیٹر: عباس حسینی (۴) قومیت: ہندوستانی (۵) پتہ: جاسوسی دنیا الہ آباد ۳۔ میں عباس حسینی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیل میری دانست میں درست اور صحیح ہیں۔"

اگلے شماروں میں ان کوائف کا اعادہ دکھائی نہیں دیتا۔

ڈاکٹر ڈریڈ اُن کارناموں کے سلسلے کی آخری کڑی ہے جس کا آغاز زہریلے تیر سے ہوا تھا۔ گو کہ پچھلی سب کہانیاں اپنی جگہ پر مکمل تھیں، لیکن اُن سب میں ایک چیز تشنۂ تکمیل تھی، یعنی یہ کہ ڈاکٹر ڈریڈ کون ہے؟ اُسکی مجرمانہ سازشوں کے پیچھے کون ساجذبہ کارفرما ہے؟ فنچ کون ہے؟ اُسے ڈاکٹر ڈریڈ سے کیوں دشمنی ہے؟ اور اسی طرح کے دوسرے بہت سے سوالوں کا جواب آپ کو اِس خاص نمبر میں ملے گا۔

بہت سی دوسری خوبیوں کے علاوہ فنچ کا کردار جاسوسی دنیا میں اب تک جتنے بھی مجرموں کے کردار پیش کئے گئے ہیں اُنمیں سب سے انوکھا اور نرالا ہے۔ یہ ایسا مجرم ہے جس سے ہمدردی ہوتی ہے مگر نفرت کے ساتھ! اسی لئے اس کا انجام بھی روایتی ہونے کے بجائے ہٹ کر ہے۔ یعنی نہ وہ خودکشی کرتا ہے اور نہ گرفتار ہوتا ہے! وہ انتقام کا بھوکا تھا، اور اپنی خواہش انتقام کی تکمیل کے بعد غائب ہو جاتا ہے۔ یہی اُس کا انجام ہے ہوسکتا ہے اس نے خودکشی کرلی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ پھر سے شریفانہ زندگی گذارنے لگا ہو، بہر حال یہ آپ پر منحصر ہے۔ آپ واقعات کے پس منظر کے مطالعہ [سے] جو بھی نتیجہ چاہے نکال سکتے ہیں۔ مصنف نے ایک ماہر فن کی طرح تصویر کا خاکہ بنا کر اور رنگ کا چارٹ لگا کر رنگ بھرنے کا کام آپ کیلئے چھوڑ دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اور دوسرے کردار نامکمل ہوں! ڈاکٹر ڈریڈ کا کردار مکمل اور بھرپور ہے۔ قاسم کے ساتھ ساتھ انور بھی اس بار آپ کو ملے گا، کہیں کہیں انور اور رشیدہ کی جھڑپیں، اور حمید اور ریکھا کی نوک جھونک بھی ہے۔ یوں تو حمید کا وجود ہی قہقہہ انگیز تبسم آفریں ہوتا ہے لیکن اس بار "ڈنکی ٹیلس" نے قیامت ڈھادی ہے۔ نفسیات سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے فنچ، میر سنگلاخ اور زرد پوش قہقہہ آور کے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس کہانی کے ساتھ جہاں ڈاکٹر ڈریڈ کا قصہ تکمیل کو پہونچتا ہے وہاں مسلسل کہانیوں کے سلسلہ کو بھی ختم کیا جارہا ہے۔ یکے بعد دیگرے شعلوں کا سلسلہ اور ڈاکٹر ڈریڈ کے سلسلے نے کچھ یکسانیت پیدا کردی تھی۔ اس لئے حسب سابق اب پھر مکمل کہانیاں ہی ملیں گی۔ ادھر بہت سے احباب نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ صرف حمید سے کچھ کام لیا جائے اور فریدی کو رخصت پر بھیجدیا جائے۔

انور اور رشیدہ کو بھی کچھ لوگ لانا چاہتے ہیں، مگر حمید کو کسی بھی قیمت پر بھی چھٹی نہیں دینا چاہتے! بہر حال جو کچھ آپ لوگ پسند کریں، محترم ابن صفی کی خدمت میں آپ کی خواہشات پہونچ جائیں گی اور آخری

فیصلہ وہی فرمائیں گے!

اِدھر کئی ماہ سے گوشہ احباب کے صفحات شامل نہیں ہو پا رہے ہیں۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ریڈنگ میٹر پیش کرنا چاہتے ہیں، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلسل کہانی ہونے کی بنا پر طوالت بڑھتی جاتی تھی۔ بہرحال آئندہ شمارہ میں آپ گوشۂ احباب میں ایک دوسرے سے مل سکیں گے۔

مئی ۱۹۵۷ء: ڈاکٹو ڈریڈ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

ایک طویل عرصے کے بعد آپ شیطان کی محبوبہ کے روپ میں ایسی کہانی دیکھیں گے جس کا مزہ چٹخارہ[۵]، لطف اور ذائقہ انوکھا ہے۔ اس کہانی کو پڑھ کر بے اختیار ابن صفی کی ایسی کہانیوں کی یاد آجاتی ہے جن میں مونچھ مونڈنے والی، دوہرا قتل وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ شیطان کی محبوبہ اس لحاظ سے ابن صفی کے اُن چند کارناموں سے ایک ہے جن میں ابن صفی کا مخصوص انداز ظرافت اور شگفتگی مکمل طور پر موجود ہے یا "ابن صفیت" کی جلوہ گری ہے۔

اِس کہانی کے انوکھے پن اور خوبصورتی کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حمید اِس میں شگوفے چھوڑنے والا آلۂ تفریح نہیں ہے بلکہ قریب تین چوتھائی کیس اُسی کا رہین منت ہے اور فریدی ایک ہدایت کار کی حیثیت سے نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب حمید میدان عمل میں آئے گا تو قہقہوں کی بارش بھی ہوگی اور مسکراہٹوں کی پھلجڑیاں بھی چھوٹیں گی اور ہنستی ہوئی پریاں بھی رقص کناں نظر آئیں گی۔

اِدھر گذشتہ آٹھ مہینے سے مسلسل کہانیوں اور بھیانک مجرموں نے ایک ایسی فضا بنا دی تھی جو بہت سرد تھی۔ شیطان کی محبوبہ برف کی طرح جمے ہوئے اس ماحول میں حرارت پیدا کرتی ہے۔ اس کی مزشوخ کا کردار اپنی رنگینی اور دلکشی کے علاوہ ایسے نفسیاتی جھٹکے دیتا ہے کہ ہر قدم پر آدمی چونک اُٹھتا ہے اور انتہا میں پہونچ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مخصوص قسم کے کردار کی تخلیق میں جو ملکہ ابن صفی کو حاصل ہے اس کی گرد پا بھی

مشکل ہے۔

اس کہانی کو حمید کی کہانی یا حمید کا کارنامہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ آخری صفحات میں ابن صفی نے حمید کو اس بار پیش کیا ہے کہ ہم بے اختیار اُس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حمید کے کردار کا یہ رُخ اُسے ہم سے اتنا قریب کر دیتا ہے، اُسے اتنا مضبوط، دلکش اور خوبصورت کردار کا مالک بنا دیتا ہے کہ واقعتاً یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ کسی ناول کا کردار نہیں بلکہ گوشت و پوست کا جیتا جاگتا آدمی ہے۔ انہیں خصوصیات کی بنا پر شیطان کی محبوبہ ناقابل فراموش کارنامہ بن گئی ہے۔

ڈاکٹر ڈریڈ کی پسندیدگی کا اظہار جس طرح سے کیا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ خصوصیت کے ساتھ فیچ کے کردار کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ ڈاکٹر ڈریڈ کو پسند کرتے ہوئے اور مسلسل کہانیوں کے اس سلسلہ پر رائے زنی کرتے ہوئے تقریباً سب احباب نے اس بات پر اظہار مسرت کیا کہ اب پھر پہلے کی طرح مکمل کہانیاں شائع ہوا کریں گی۔

چونکہ اس بار بھی گوشۂ احباب کے صفحات شامل نہیں ہو سکے ہیں اسلئے معذرت کرتے ہوئے ایک امر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سے احباب بہت سے کردار مثلاً بغراخاں، چوہیا، کنول، سنگ ہی، طارق، غزالہ، انور، رشیدہ، وغیرہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کیا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام کردار ایک ہی کہانی میں نہیں پیش کئے جا سکتے۔ البتہ ان سب سے کسی نہ کسی کہانی میں ملاقات ضرور ہوتی رہے گی، اتنا وعدہ ہے۔

جون ۱۹۵۷ء: شیطان کی محبوبہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

پراسرار موجد اپنے نام ہی کی طرح پراسرار ہے! اسکی سب سے اہم خصوصیت یہی ہے کہ ابتدا سے انتہا تک یہ پتہ نہیں چل پاتا کہ مجرم کون ہے؟ اور ناولوں کے برعکس اسمیں کوئی گروہ نہیں ہے بلکہ مجرم ایک ہی

ہے وہ اتنا ہوشیار ہے کہ جب فریدی اُس پر ہاتھ ڈالتا ہے تو ذہن کو یکبارگی جھٹکا لگتا ہے۔ ابن صفی کی اور کہانیوں میں بھی یہ خوبی پائی جاتی ہے مگر اس کہانی میں ایک نئے حسن کے ساتھ ہے۔ عام جاسوسی کہانیوں کے برعکس اس میں "جسمانی مشقت" کم ہے۔ یعنی "مار پیٹ گھونسے بازی، دنداں شکن سوال و جواب وغیرہ۔" اس کے بجائے ذہنی ورزش سائنٹفک طریقہ تحقیقات، کرید، چھان بین پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر پراسرار موجد کی کہانی بالکل روزانہ زندگی میں ہونے والے جرائم سے ملتی جلتی ہے۔

حمید اس بار بھی بہت چاق و چوبند نظر آتا ہے۔ "بکرائیت" کی تبلیغ اور برخوردار بغراخاں کا ساتھ اُسکے ذہن کی منجمد تہیں کھولدیتا ہے اور ہم بے اختیار قہقہہ لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے ساتھ مجھے جو بات سب سے زیادہ پسند آئی ہے۔ وہ صوفیہ نجمی کا کردار ہے۔

ابن صفی عظیم ناول نگار ہونے کے ساتھ بہت بڑے ماہر نفسیات بھی ہیں۔ انہوں نے لاتعداد نفسیاتی شہ پارے تخلیق کئے ہیں۔ اُن کے نام کہاں تک گنواؤں، یہاں صرف یہ سمجھ لیجیے کہ صوفیہ کا کردار اُن کرداروں کے بیچ میں ایک درخشندہ ستارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُسکی معصومیت اور اُسکی گھبراہٹ، باپ سے اُسکی محبت ان انسانی خصوصیتوں کو ظاہر کرتی ہے جن سے انسانیت عبارت ہے۔ اسکی ماں کا کردار جو بالکل متضاد ہے بڑی چابکدستی سے پیش کیا گیا ہے۔

آئندہ خاص نمبر طوفان کا اغوا ہوگا جو اگست ۱۹۵۷ء کے تیسرے ہفتے میں شایع ہوگا۔ اس خاص نمبر کا نام جتنا انوکھا اور عجیب و غریب ہے آپ اُسکی کہانی کو بھی عجیب پراسرار ماحول سے پُر، انوکھی، دلچسپ اور طوفان خیز پائیں گے کم از کم یہ ضرور کہا جا سکتا ہے اس پورے ایک برس میں طوفان کا اغوا سے بہتر خاص نمبر ابن صفی نے نہیں لکھا۔ اس سے قبل بھی ابن صفی ہی نے خود اپنے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ طوفان کا اغوا بھی ایسا ہی ریکارڈ شکن کارنامہ ہوگا۔

ادارۂ جاسوسی دنیا سے نکلنے والا دوسرا ماہنامہ رومانی دنیا جون کی بالکل آخری تاریخوں میں اپنا گولڈن جوبلی نمبر پیش کر رہا ہے۔ گولڈن جوبلی نمبر کی اس کہانی کا نام ہے سحر ہونے تک۔ شکیل جمالی اسے اپنی زندگی کا عظیم ترین شاہکار بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ ڈھائی سو صفحات کی شاندار کہانی، خوبصورت گٹ اپ،

حسن ترتیب کے علاوہ اس میں تصاویر اور کچھ دوسری دلچسپیاں بھی ہونگی۔ اِس عظیم گولڈن جوبلی نمبر کو حاصل کرنا نہ بھولئے، یہ اول آپ کی لائبریری کی زینت اور آپ کے ذوقِ ادب کی بلندی کا ثبوت ہوگا۔

جولائی ۱۹۵۷ء: براسرار موجد

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

ایک بڑا آرٹسٹ، ایک عظیم فنکار یا مفکر اپنے دور کا نمایندہ بھی ہوتا ہے ترجمان بھی ہوتا ہے اور خالق بھی! ابن صفی نے اپنے مخصوص اندازِ تحریر سے اُردو میں ایک نئے دور کی تخلیق کی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اُن کی ہمیشہ سے یہ بھی خصوصیت رہی ہے کہ موجودہ مسائل کی بنیاد پر انہوں نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ کسی خشک ریاضی داں کی طرح مسئلے گنوا کر یا کسی نقارچی کی طرح چیخ کر انہوں نے کسی مسئلہ کو نہیں چھوا بلکہ ایک سچے فنکار کی طرح انہیں خوبصورتی اور ڈھنگ سے اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا سلیقہ ہے! چنانچہ انہوں نے جہاں نفسیاتی نکتے سامنے رکھے، تجزیے کئے اور تحلیلِ نفسی کے گُر بتائے وہاں انہوں نے امن پر، مغربی ممالک کی ریشہ دوانیوں پر، سازشوں پر، تباہ کن ایجادات پر بھی اپنے خیالات پیش کر کے رہنمائی کا حق ادا کیا!

موجودہ دور کا سب سے بھیانک مسئلہ وہ تجربے ہیں جنہوں نے انسانی زندگی میں زہر بھر دیا ہے۔ مشرق کے ہر گوشے سے نت نئی بیماریوں کی خبریں، بیماروں کی تعداد، مرنے والوں کی تفصیل اِن ایٹمی اور ہائیڈروجنی تجربوں کا نتیجہ ہے۔ آج ساری انسانیت کراہ اُٹھی ہے۔ شرافت، امن اور زندگی و اخلاق کے علمبردار ممالک ان تجربوں کے خلاف آواز اُٹھا رہے ہیں۔ ابن صفی کو بھی ایک فن کار کی حیثیت سے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اِن تجربوں کے خلاف آواز بلند کریں۔ یہ آواز انوکھے رقاص کے ابتدائی صفحات میں ابھرتی ہے۔ اُس میں اتنی گہرائی، اتنی شدت اور اتنا نوکیلا پن ہے کہ آپ اُسے بھول ہی نہیں سکتے۔ اُن کا یہ پیمبرانہ جملہ [-]

"جب ایک آدمی پاگل ہوجاتا ہے تو اُسے پاگل خانے میں کیوں بند کردیتے ہیں اور جب پوری قوم پاگل ہوجاتی ہے تو طاقت ور کیوں کہلانے لگتی ہے"

[-] فاشی تکنیک اور مغرب کے استبدادی نظام پر اس سے بہتر طنز ممکن نہیں ہے۔ اس طرح کے جملے انوکھے رقاص میں بہت جگہوں پر آپ کو ملیں گے۔ ان میں "روح عصر" (Zeitgeist) کی جلوہ گری ہے اور اسے دیکھکر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ابن صفی صرف ناول نگار نہیں ہیں بلکہ ایک عظیم مفکر بھی ہیں!

کہانی کے اعتبار سے اس ناول کو حمید کا ہی کارنامہ کہنا مناسب ہوگا۔ اسکی دلچسپی، اسکے قہقہے اور آخر میں اس کا چونکا دینے والا اختتام اسی انوکھے انداز کا حامل ہے جسکے لئے ابن صفی مشہور ہیں۔

آیندہ شمارہ خاص نمبر ہوگا جسے طوفان کا اغوا کے نام سے پیش کیا جائے گا۔ اس کے انوکھے پن دلچسپی اور دوسرے خصوصیات کا اندازہ آپ اسکی جھلک سے ہی لگالیں گے۔ گذشتہ دو خاص نمبروں نے جو منجمد فضا پیدا کردی تھی اُس میں طوفان کا اغوا طوفان بن کر ہی شورشوں کو جنم دیتا ہے۔ بہت دنوں بعد آپ ایسا خاص نمبر پڑھیں گے جسے بجا طور پر سائنسی کارنامہ کہا جا سکتا ہے اور جو ایڈونچر سے بھرپور ہے۔

اگست ۱۹۵۷ء: انوکھے رقاص

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

طوفان کا اغوا جاسوسی دنیا میں نئی سمتوں اور نئی راہوں کی تخلیق کرتا ہے۔ اس بات کو پورے اعتماد اور دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ طوفان کا اغوا میں ابن صفی کا قلم اپنے پورے شباب اور جولانی پر نظر آتا ہے اور بلا خوف و تردید یہ دعویٰ اپنی جگہ پر اٹل رہے گا کہ ابن صفی کا یہ شاہکار ناول ہے۔ اور انہوں نے ایک بار پھر، تقلید اور پیروی کرنے والوں اور نقالوں کو یہ بتایا ہے کہ تخلیقی آرٹسٹ اور نقال میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ابن صفی کیطرح نام رکھ لینا آسان ہوسکتا ہے۔ مگر ابن صفی کے قلم کی اُن عظمتوں کو پیدا کرنا جو جاسوسی دنیا (الہ آباد) کے ساتھ وابستہ ہے قطعی ناممکن ہے۔

طوفان کا اغوا ایڈونچر، سراغرسی اور سائنسی کارناموں سے بھرپور ہے۔ اس کا "فولادی" اپنے نام ہی کی طرح حیرت انگیز اور دلچسپ ہے۔ اور اسے ابن صفی کی اپج یا خلاق طبیعت کا ایک اعلیٰ نمونہ سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح ریڈیو اور مائیکروفون میں گڑبڑ پیدا ہونا، کتے اور بلیوں کے لڑنے کی آوازوں کے بعد ڈاکٹر ہرمین کی آواز سنائی دینا ایک معرکہ خیز چیز ہے۔ اس کا انکشاف جاسوسی دنیا کے اُن قارئین کیلئے اور بھی مسرت انگیز ہوگا جو سائنس کے انکشافات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ہرمین کی شخصیت تو درحقیقت ایک طلسماتی فضا رکھتی ہے۔ ابن صفی نے اس بار پھر اپنے محبوب طرز کا نفسیاتی کردار "نیلم" کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اور ذہن سوچتا ہی رہ جاتا ہے کہ اس سے نفرت کی جائے یا ہمدردی! قاسم اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ "جلوہ افروز" ہے اور "تداخ" [...] کر رہا ہے۔ اُسکی مضحکہ خیز شخصیت سیلاب تبسم بن کر اٹھتی ہے اور دیوار قہقہہ میں بدل جاتی ہے۔

طوفان کا اغوا میں حمید کافی چست و چالاک چاق، چوبند نظر آتا ہے۔ جو پھرتی اُس نے دکھائی ہے، وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ وقت پڑنے پر میاں حمید اچھے اچھوں کے کان کترتے ہیں! اُن میں ایک ایسی سنجیدگی آ گئی ہے کہ خواہ مخواہ انہیں چھیڑ کر ہنسنے کو جی چاہتا ہے! اور فریدی تو اپنی ذہانت، متانت اور قوت عمل کیوجہ سے ایک ایسا کردار ہے جس کا جواب پورے ایشیائی ادب میں ملنا ممکن نہیں!

یہ شمارہ آپ کو کچھ تاخیر سے مل رہا ہے، کچھ دفتری دشواریاں اور پھر ابن صفی کی خفیف سی علالت — ان دو صورتوں نے تاخیر کی یہ تیسری صورت پیدا کر دی۔ میں اپنی جگہ پر شرمندہ ہوں کہ آپ کو بار بار اسٹالوں پر چکر لگانے پڑے اور زحمتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اس بات کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ شمارہ اعلان کردہ تاریخ تک شائع ہو سکے۔

ستمبر ۱۹۵۷ء: طوفان کا اغوا

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

طوفان کا اغوا جاسوسی دنیا کے اُن چند خاص نمبروں میں سے ایک تھا جس کی مقبولیت اور عام پسندیدگی اپنی جگہ پر خود افسانوی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ خاص نمبر اس لئے اور بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس شمارہ سے ابن صفی نے جاسوسی دنیا میں ایک نئی روح پھونکی ہے۔ یوں تو اُن کی ہر کہانی نئے انداز اور انوکھے ڈھنگ سے اُن کی تخلیقی صلاحیتوں کا ثبوت بن کر سامنے آتی رہی ہے مگر طوفان کا اغوا میں سائنسی انکشافات، ایڈونچر اور سراغرسی اور مناظر کے خوبصورت اور حسین رنگ اس طرح ملے جلے نظر آتے ہیں کہ قاری بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "یہ ابن صفی ہی کا کام ہے۔"

طوفان کا اغوا کی پسندیدگی پر میں اپنے اُن ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی پر جوش حوصلہ افزائیوں کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اور جنہوں نے ابن صفی کے اِس نئے انداز کو سراہتے ہوئے ادارہ کو مبارکباد دی ہے۔

ابن صفی کے اِسی نئے انداز کا ایک اعلیٰ نمونہ رائفل کا نغمہ ہے۔ اس کی کہانی اس اعتبار سے بہت اہم اور دلکش ہے کہ حمید اس میں پہلی بار "ڈبل رول" ادا کرتا ہے۔ اُس کے کام کرنے کا یہ انداز بہت خوبصورت اور پیارا ہے۔ اور یہیں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابن صفی کا ذہن ایجاد و اختراع کا ایسا طلسم ہے جس کی کارکاری لازوال ہے۔ سنیما میں تو یہ ڈبل رول ممکن تھا۔ مگر ناول میں "ڈبل رول" پیش کرنا جامد کو متحرک یا ناممکن کو ممکن بنانا ہے۔ حمید کے کردار کا یہ رُخ ہمیشہ یادگار رہے گا۔

اِس کہانی میں حمید کے ساتھ "نیلم" بھی ملے گی! جن لوگوں نے طوفان کا اغوا پڑھا ہے وہ نیلم کی ذہانت اور دلیری کے ضرور قائل ہو گئے! "مسٹر کیو" (شمارہ نمبر ۶۹ لاشوں کا آبشار) کی کنول کی طرح نیلم کی موجودگی بھی حمید کے لئے بہت "زحمت انگیز" بن جاتی ہے۔ حمید جیسے "بابا" اور فریدی جیسے "انکل" کی موجودگی میں بھی نیلم کی پھرتی اور ہوشیاری قابلِ داد بن جاتی ہے۔

اس کہانی کا ایک دلچسپ رُخ وہ عشقیہ خطوط ہیں جو مجرم ایک دوسرے کو لکھا کرتے تھے۔ اِن عشقیہ

خطوط کا پس منظر کیا تھا؟ اِس کا انکشاف آپ کو حیرت میں ڈالدے گا۔

ابن صفی نے اپنے تمام ناولوں میں قانون کی عظمت اور اُسکے احترام پر زور دیا ہے۔ اُن کا نظریہ ہے کہ قانون سے لڑنے والے کیلئے سزا ضروری ہے۔ اب اِس سلسلے میں اگر قانون کے محافظ بھی قانون شکن بن جائیں تو کتنی بڑی تباہی آ سکتی ہے؟ ابن صفی نے اِس کہانی میں اِسی نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا اخلاقی پہلو تازیانۂ عبرت کا حکم رکھتا ہے۔

طوفان کا اغوا کافی تاخیر سے آپ تک پہونچا تھا، یہ شمارہ نسبتاً پہلے آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اِس بات کی تمام امکانی کوششیں کی جارہی ہیں کہ آئندہ شمارہ ۲۰ تاریخ تک آپ کو ملجائے! آئندہ شمارہ جاسوسی دنیا کی تاریخ میں ایک اہم باب کا اضافہ کرے گا اسلئے کہ اُس کا مصنف حمید ہے! ابن صفی پہلی بار اپنے خلق کئے ہوئے کردار کی طرف سے ایک ناول پیش کررہے ہیں۔ یہ اہم کتاب جاسوسی دنیا کی تاریخ کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اسلئے آئندہ شمارہ ٹھنڈی آگ ضرور پڑھئے۔

اکتوبر ۱۹۵۷ء: رائفل کا نغمہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے مجالت خستہ مگر سرورق موجود ہے۔

وبائی ہیجان ابن صفی کے مخصوص تیکھے انداز کا طنزیہ شاہکار ہے۔ یہ کہانی اپنی دلچسپیوں، اخلاقی نتائج اور پرمغز پلاٹ کی بنا پر دشمنوں کا شہر، تاریک سائے، اندھیرے کا شہنشاہ اور موت کی چٹان جیسی کہانیوں کے ساتھ رکھی جاسکتی ہے۔ اس کہانی کا مرکزی خیال اُن بڑی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں پر ضرب کاری ہے جنکے بارے میں شاعر مشرق نے کہا تھا۔

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اوّل دیتے ہیں شراب آخر

جن کی ایجادات پہلے تخریب کو جنم دیتی ہیں اور پھر تعمیر کا خیال دلاتی ہیں۔ جو اپنے اقتدار کی خاطر پہلے بیماریاں پھیلاتے ہیں اور پھر اس کا علاج دریافت کرتے ہیں۔ اپنی منڈیوں، دکانوں اور بازاروں کی خاطر پہلے احتیاج اور ضرورت پیدا کرتے ہیں اور پھر اسکی تسکین کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

ابن صفی نے کھلم کھلا، دوٹوک، واضح اور صاف لہجے میں اسکے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ اس طرح دنیا تباہی کے غار میں گرتی جائے گی۔ اس لئے اقتدار کی شرمناک رسہ کشی بند ہونا چاہئے۔ ہمیں ایسے کامیاب علاج اور دوا کی ضرورت نہیں جسکے لئے پہلے بیماری کو جنم دینا پڑے، ایسے امدادی غلے کی ضرورت نہیں جسکے لئے قحط کو دعوت دینا پڑے۔ دورِ حاضر پر ابن صفی کا یہ طنز ایک ایسی اٹل صداقت کا حامل ہے جس کی گہرائی اور گیرائی سے شاید ہی کوئی انکار کر سکے۔

وبائی ہیجان کے قہقہے، نا قابل فراموش ہیں۔ بالخصوص حمید کا میک اپ، اور حمید اور قاسم کی شاندار ٹکر، "ازبکستان کی لڑکی" کا قاسم سے عشق ایسے ٹکڑے ہیں جو بے اختیار ہنسنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ان جملوں میں تفریح کی ایک دنیا ہے جو فرحت اور انبساط سے لبریز ہے۔

ڈائمنڈ جوبلی نمبر کا جو شاندار خیر مقدم ہوا وہ اپنی جگہ پر ایک مثال ہے۔ اشاعت میں غیر معمولی تاخیر کے باوجود عوام نے بے چین مگر اشتیاق بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا اور دل میں جگہ دی۔ لاکھوں پسند کرنے والوں کے ہجوم میں چند ایسے ساتھی بھی ہیں جنہوں نے اختلافی نوٹ لگائے ہیں، اور سرورق وغیرہ کے بارے میں اپنی رائے دی ہے۔ اُن کی رائے سے اختلاف یا اتفاق ممکن ہے مگر اُن کے خلوص پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے ساتھیوں نے بھی جو رائے اور مشورے دیے ہیں۔ اُن کی ہمارے دل میں قدر ہے اور ہم ادارہ اور محترم ابن صفی کی طرف سے اُن لاکھوں قارئین کی محبت کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خطوط اور تار کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ڈائمنڈ جوبلی نمبر کی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ہمیں اس کے لئے افسوس ہے کہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر کی مشین ٹوٹ جانے کی وجہ سے اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ اور اُس تاخیر کا نتیجہ ادارے سے شایع ہونے والے تمام رسائل پر پڑا۔ بہر حال ہر امکانی کوشش جاری ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ آنے والے دو تین مہینوں میں پرچے پھر باقاعدگی سے شایع

ہونے لگیں گے۔

جون ۱۹۵۸ء: وبائی ہیجان

اس کتاب کا پہلا اڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ کتاب کے آخر میں ماہنامہ نکہت کے طور پر عمران سیریز کے ڈارل چار لکیریں کا اشتہار موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران سیریز کے شمارے الہ آباد میں ماہنامہ نکہت کے طور پر شائع ہونے لگے تھے۔ ممکن ہے کہ ماہنامہ نکہت میں اب دوسروں کے مضامین چھپنا بند ہو گئے ہوں۔

تیسرا حصہ

۱۹۵۸ء میں ابن صفی علیل ہو گئے اور ناولوں کا سلسلہ تین برس تک بند رہا۔ جاسوسی دنیا الہ آباد جاری رہا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران وہ پرانے ناول دوبارہ شائع کیے جانے لگے جو کمیاب ہو گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرورق پہلی اشاعت والے ہی رکھے جاتے تھے، مثلاً میرے پاس اندھیرے کا شہنشاہ کے دونوں اڈیشن موجود ہیں اور ان کے سرورق ایک جیسے ہیں صرف قیمت کے اندراج کا انداز بدل گیا ہے۔ پرانے اڈیشن پر ۱۲/ درج تھا جبکہ نئے اڈیشن پر "75np." یعنی ۷۵ نئے پیسے درج ہے۔

شمارہ نمبر کا حساب مسلسل جاری رہا مثلاً ۱۹۶۰ء میں تیسرا ناول عورت فروش کا قاتل دوبارہ شائع ہوا تو اشارہ نمبر ۹۴ تھا۔ اس طرح اب ناولوں کے نمبر اور شماروں کے نمبر الگ الگ ہو گئے۔ ذیل کے نمبر شمار اسی حساب سے ہیں۔

۹۴

محترم ابن صفی کی علالت کے سلسلے میں ہم آپ کو برابر آگاہ کرتے رہے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمارے محبوب مصنف کو شفایاب فرمایا۔ اب موصوف ڈاکٹروں کے سخت احکام کی بنا

پر مکمل آرام فرما رہے ہیں اس لئے کہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ مزید ایک ماہ تک انہیں کوئی کام کرنا نہ چاہئے، اس لئے کہ اختلاج قلب جیسے عارضہ سے اُٹھنے کے بعد بعد مکمل آرام شد ضروری ہے!

ہمیں امید ہے کہ آپ سب کی دعاؤں سے بہت جلد محترم ابن صفی اپنا نیا کارنامہ آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم آپ سب کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے ان آزمائشی لمحات میں ہر طرح سے ادارے سے تعاون کیا۔ اور فتنہ انگیز، مفسد اور مفاد پرست عناصر کی محترم ابن صفی اور ادارے کی بابت پھیلائی ہوئی افواہیں [کذا: افواہوں] کا سر کچل کر رکھدیا۔

ادارے کو اپنے قارئین کی ذہانت پر بھروسہ ہے، اُن کے خلوص پر اعتماد ہے اور اُن کے تعاون پر ناز ہے!

زیر نظر شمارہ عورت فروش کا قاتل محترم ابن صفی کا تیسرا ناول، حمید اور فریدی کا تیسرا کارنامہ اور جاسوسی دنیا کا تیسرا شمارہ تھا۔ اسی کہانی میں حمید اور شہناز پہلی بار ملتے ہیں۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شہناز ہی وہ لڑکی ہے جسکے لئے حمید کے دل میں آجتک نرم گوشے موجود ہیں۔ آئندہ شمارہ تجوری کا راز ہوگا۔ اس شمارے میں آپ ابن صفی کی دلچسپ و شاندار کہانی کے ساتھ ایک اہم اعلان کے بھی منتظر رہیں۔

نومبر ۱۹۶۰ء [؟]: عورت فروش کا قاتل [مکرر]

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

اس ناول کا مرکزی تصور ایک حد تک سماجی بھی ہے اور موجودہ فلمی ماحول کی گھٹن پر بڑی چابکدستی سے روشنی ڈالتا ہے۔ فلم آرٹ پروڈکشنز کا میوزک ڈائرکٹر رمیش پیانو کی ایک گت بجا رہا تھا کہ دفعتاً پیانو ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا اور رمیش کے پرخچے اُڑ گئے۔ دوسرے دن رمیش کا اسسٹنٹ بھی اسی حادثے کا شکار ہو گیا۔ اور تب فریدی کو چونکنا پڑا۔

نفسیات کے ماہر ابن صفی نے اس بار بھی بڑے دلچسپ کردار پیش کئے ہیں۔ کلاوتی سے ملئے - یا اپنے آپ کو ڈرین کا انجن سمجھتی ہے۔ ڈرجن ایک شرابی! حمید کے گھونسوں نے اس کی کافی مرمت کی مگر؟؟

حمید کی شرارتیں شباب پر ہیں۔اس کی ''یلا ایلیاں فل فلوٹیاں'' کافی دلچسپ ہیں۔اس بار وہ فریدی کو بھی تنگ کر ڈالتا ہے مگر اس کی شرارتیں، اس کا مذاق، اس کی غیر سنجیدگی بھی کارآمد ہوتی ہے اس کی ایک شرارت فریدی کیلئے نشان راہ بن جاتی ہے۔

محترم ابن صفی اب بخیر ہیں، اور ڈاکٹروں کے مشورے اور ہدایتوں کے مطابق آرام کر رہے ہیں۔ یہ امید ہے کہ جلد ہی اُن کا شاہکار ناول ڈیڑھ متوالے شائع ہوگا۔

دسمبر ۱۹۶۱ء[؟]: گیتوں کے دھماکے [مکرر]

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ حالت خستہ، سرورق مفقود۔

۱۲۷

جاسوسی دنیا کے لاکھوں قارئین اور محترم ابن صفی کے کروڑوں پرستاروں کی خدمت میں ادارہ اِس سال کی سب سے اہم، بیحد مسرت خیز اور خوشی سے بھرپور خبر پیش کر رہا ہے کہ محترم ابن صفی اب مکمل طور پر تندرست ہو گئے ہیں۔ معالجین نے انہیں لکھنے کی اجازت دیدی ہے۔ اور اُن کا شاہکار ناول ڈیڑھ متوالے تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے اور قطعی طور پر انشاءاللہ نومبر ۱۹۶۳ء کے ابتدائی ہفتے میں شایع ہو جائے گا۔

یہ اعلان مسرت اپنے دامن میں ہزاروں خوشیوں کی گونج رکھتا ہے۔ اِس شمارے کے بعد ایک اور شایع شدہ شمارہ ہوگا اور اُسکے بعد محترم ابن صفی کے نئے ناولوں کا سلسلہ ڈیڑھ متوالے سے شروع ہو جائیگا۔

محترم ابن صفی کی صحتیابی کے سلسلے میں ایک عظیم جشن کا پروگرام زیر غور ہے اور جلد ہی مناسب موقع پر یہ جشن، خوشیوں اور مسرتوں کے کبھی نہ مرجھانے والے پھولوں کی مہک کے ساتھ منایا جائے گا۔

محترم ابن صفی کی صحتیابی کا یہ مسرت بخش اعلان اور ڈیڑھ متوالے کی اشاعت کی یہ خبر جہاں جاسوسی دنیا کے پرستاروں کے لئے خوشیوں کا پیغام لائی ہے۔ وہاں اُن لوگوں کیلئے جو حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔ اُن لوگوں کیلئے جو خودغرض، مفاد پرست اور چار سو بیس ہیں۔ ایسے لوگ جو افواہیں پھیلا کر بدگمانی پیدا کر کے دھوکا دیکر اپنی جیبیں گرم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر ایسے لوگوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے گی!

جاسوسی دنیا کے لاکھوں پرستاروں کی پرخلوص دعاؤں نے محترم ابن صفی کو صحت بخشی ہے اور اس تین برس کے زمانے میں اپنی محبت اور اشتراک و تعاون سے یہ ثابت کر دیا کہ انہیں ادارے پر کتنا بھروسہ ہے!

آیئے - آج ہم سب مل کر اپنے مذہبی عقیدے کی بنیادوں پر ساری دنیا کے پیدا کرنے والے اور پالن ہار کے حضور دعا کریں کہ محترم ابن صفی ہمیشہ کی طرح جرائم کے خلاف اور سوسائٹی میں پھیلی ہوئی گندگیوں کے خلاف اپنے شگفتہ، جواں سال شبردست اور لافانی قلم سے جدوجہد کرتے [ر] ہیں - آمین!

سلامت رہیں ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

جاسوسی دنیا تابندہ باد ابن صفی پائندہ باد

جاسوسی دنیا کے قارئین - زندہ باد

ستمبر ۱۹۶۳ء: اندھیرے کا شہنشاہ [مکرر]

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

ڈیڑھ متوالے کی اشاعت نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا کہ ادارہ جاسوسی دنیا نے ہمیشہ عوام پر بھروسہ کیا اور عوام نے اس ادارے کی روایات کو سربلند کیا اور عزت عظمت اور افتخار دیا۔

غالباً دنیا کی کسی بھی زبان میں کوئی بھی ماہنامہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ بارہ گھنٹے کے اندر ہزارہا کی تعداد میں اسکا پہلا ایڈیشن فروخت ہو گیا ہو! کسی بھی ناول کی مقبولیت کے لئے عوام میں ایسا جوش و خروش نہیں دیکھا گیا کہ کتاب خریدنے والوں کا ہجوم میلے اور تیوہار کی طرح نظر آنے لگے - لیکن یہ فخر اس ادارے کو اور ڈیڑھ متوالے کو حاصل ہے۔

دنیا کے ہر گوشے سے لوگوں نے اپنے ہر دلعزیز مصنف کی صحتیابی کا خیر مقدم کرتے ہوئے ڈیڑھ متوالے کے سلسلے میں ادارے کو تہنیت دی اور مبارکباد کے پیغامات بھیجے اور اس کے ہر ہر پہلو پر اپنے

اپنے انداز ے سے خیال آرائی کی اور اُس کے ہر ہر جُز پر ادارے کے جیالے کارکنوں نے جو محنت کی تھی اسے سراہا۔

ڈیڑھ متوالے کی اس پسندیدگی پر صحیح معنوں میں مبارکباد کے مستحق عوام - جاسوسی دنیا کے قارئین ہیں جنکا اعتماد اور بھروسہ ہمیں استقلال اور حوصلے کی لازوال دولت دیتا ہے۔ اسلئے ہم اپنے ان لاکھوں ساتھیوں کی مبارکباد قبول کرتے ہوئے انہیں بھی مبارکباد دیتے ہیں۔ ہمیں اپنے ان تمام ساتھیوں پر فخر ہے اور یہی ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

اس سلسلے میں ۲۵ نومبر اور ۵ دسمبر کو ڈیڑھ متوالے کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے سلسلے میں جو جشن منایا گیا اس کی دلچسپ تفصیلات اور تصاویر اسی شمارے میں شامل ہیں۔ اس جشن کے سلسلے میں ناانصافی ہو گی کہ اگر عوام کے محبوب رہنما محترم لال بہادر شاستری سابق وزیر داخلہ ہند اور محترم سید علی ظہیر وزیر قانون و انصاف اتر پردیش کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ ان دو حضرات نے اپنی تمام مصروفیات کے باوجود ہماری دعوت قبول کی اور ادارے میں تشریف لا کر ہمیں عزت بخشی۔

پیچاری/رہ جو اسوقت آپ کے ہاتھوں میں ہے ابن صفی کا ایک انوکھا کارنامہ ہے۔ اس شمارے کی اس اہم خصوصیت کے ساتھ ایک قابل ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ اپنی تین برس کی طویل علالت کے بعد محترم ابن صفی نے فریدی اور حمید کو پہلی بار اس ناول میں پیش کیا ہے۔

اس کہانی کا ماحول اور پس منظر آزادی کے قبل دیسی ریاستوں کے گھناؤنے طرز حکومت کا مظہر ہے۔ اُس وقت کی اُس گندگی اور عریانی اور بے حیائی کو پیش کرنے کے لئے ابن صفی جیسے ماہر فنکار کے قلم کی ضرورت تھی۔ جس بیباکی اور نشتریت سے بھرپور انداز میں ابن صفی نے اُس ماحول کی تصویر کشی کی ہے وہ یقیناً بہت اہم ہے۔ اس سے نہ صرف جاگیردارانہ نظام کی خرابیاں سامنے آتی ہیں بلکہ بعض بہت ہی اہم نفسیاتی نکتے بھی ذہن کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

اس ماحول کو دیکھ کر بے اختیار ڈی۔ ایچ لارنس اور زولا کی یاد آجاتی ہے جنہوں نے یورپ کے انحطاط پر معاشرے کی عیاشیاں پیش کی تھیں۔

ابن صفی کا یہ جادو نگار قلم بھی ایسے ہی ماحول کی تخلیق کرتا ہے۔ ایسا ماحول جسے دیکھنے کے بعد لذت کے بجائے نفرت کا احساس ہوتا ہے۔

حمید کے ہمیشہ کی طرح صدا بہار جملے قہقہوں کی نوک پلک سے سنوارے گئے فقرے اپنی پوری تھان پر ہیں۔

آخر میں ایک بار پھر تمام ساتھیوں اور قارئین کے شکریے اور ان کی محبت کے اعتراف کے ساتھ یہ عرض کرتا ہے کہ انشاء اللہ اب جاسوسی دنیا کی اس نئی زندگی کے بعد ادارے کی تمام مطبوعات میں آپ کچھ خوشگوار تبدیلیوں اور نئے پن کو محسوس کریں گے۔

دسمبر ۱۹۶۳ء[؟]: بیچاری/رہ

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ سرورق سلامت مگر خستہ حال، پچھلا سرورق موجود نہیں جس کی وجہ سے ماہ اشاعت کا تعین محض اندازاً کیا ہے۔

ڈیڑھ متوالے کا شاندار افتتاح

اس سرخی کے تحت مندرجہ ذیل روئیداد بیچاری/رہ میں صفحہ ۵ سے صفحہ ۹ تک شامل تھی۔

۲۵ نومبر کی کوشگوار اور خنک صبح کو دفتر نکہت میں ایک عجیب ہنگامہ تھا۔ لوگ مصروف نظر آ رہے تھے۔ دفتر کے کارکن رات بھر کام کرنے کے بعد بھی صبح کو اسی طرح شگفتہ تھے۔ کھلے ہوئے چہرے۔ خوشی اور مسرت کا بھاری بھرکم جوش چہروں سے پھوٹا پڑ رہا تھا۔

اندر ہال میں لوگوں کی نشست کا انتظام تھا۔ صوفے اور کرسیاں مخصوص مہمانوں کیلئے تھیں اور ہر شخص اُسوقت کا انتظار کر رہا تھا جب محترم لال بہادر شاستری تشریف لا کر ڈیڑھ متوالے کا افتتاح فرمائیں گے۔

سوا آٹھ بجتے بجتے مہمانوں سے ہال بھر گیا اور اس کے بعد راہداریوں میں لوگ نظر آنے لگے۔ ہر شخص کی نگاہ گھڑی کی سوئیوں پر تھی اور گذرتے ہوئے وقت کے ساتھ انتظار کے مختصر لمحات بھی طویل نظر آ رہے تھے۔

اتنے میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ محترم لال بہادر شاستری تشریف لا رہے ہیں۔ معزز مہمان کے استقبال کے لئے سب ہی لوگ باہر آ گئے۔ شاستری جی اپنی سنجیدہ اور باوقار مسکراہٹ کے ساتھ کر سے اترے اور شاستری جی زندہ باد کے نعروں کی گونج میں تشریف لائے۔

انہیں محترم عباس حسینی نے ادارے کی طرف سے گجرے پہنائے اور اس کے بعد جناب ابن سعید نے شاستری جی کا استقبال کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا۔

"شاستری جی کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم سب کو بیحد خوشی ہے مگر ایسے میں کہ جب ہم اُن کا استقبال کر رہے ہیں دنیا پر حادثات کی بھیانک پرچھائیاں منڈلا رہی ہیں۔ صدر کینڈی کا زبردست المیہ ہندوستانی فوج کے پانچ بہادر افسروں کا غمناک حادثہ، مشہور ناول نگار ہکسلے اور مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کنوار کی اچانک وفات نے رنج و غم کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہ عظیم شخصیتیں اپنی زندگی میں دنیا میں امن، قانون اور انصاف کی پیغامبر رہیں اور اس کی کوشاں رہیں کہ یہ خوبصورت زمین سازشوں جرائم اور سرد جنگ کا اکھاڑہ نہ بن جائیں [کذا: جائے]۔

["] ہم بھی اپنے محدود وسائل کے باوجود گنگا اور جمنا کی مقدس سرزمین سے اسی پیغام کو پھیلاتے رہے ہیں اور اس وقت جب ہم تین برس کی طویل مدت کے بعد نئے سرے سے جاسوسی دنیا کی اشاعت کر رہے ہیں تو ہمیں ان شخصیتوں کی بے اختیار یاد آتی ہے۔

["] اس ادارے کی یہ روایت رہی ہے کہ اس نے آج سے بارہ برس پہلے ہندوستان کے اقتصادی حالات کے پیش نظر کم قیمتوں میں اچھی کتابیں عوام کی بول چال والی دو بڑی زبانوں ہندی اور اُردو میں اسی پیغام کو- امن و قانون اور انصاف کے پیغام کو- دنیا تک پہونچانے کی کوشش کی ہے۔ سابق وزیر داخلہ جو ہمارے الٰہ آباد کی مقدس سرزمین کے قابل فخر سپوت ہیں ان کی تشریف آوری نے ہمیں حوصلہ بخشا ہے کہ ہم اور مضبوطی اور مستقل مزاجی سے اپنے کام کو انجام دیں۔"

محترم ابن سعید کی اس تقریر کے بعد جناب عباس حسینی نے ڈیڑھ متوالے اور جاسوسی دنیا ہندی کے شمارے شاستری جی کی خدمت میں پیش کئے اور شاستری جی نے خصوصیت سے دونوں شماروں کے کچھ

اوراق دیکھے۔اوراس کے بعدانہوں نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

"مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ ان کتابوں کی زبان بہت اچھی اور عام فہم ہے۔ میں بہت متاثر ہوا۔آجکل کچھ لوگ ہندی اور اُردو کو کٹھن بنا رہے ہیں۔ بڑے بڑے نا قابل فہم الفاظ استعمال کرتے ہیں جبکہ ان کی جگہ آسان الفاظ موجود ہیں۔مثالیں دیتے ہوئے شاستری جی نے کہا کہ عوام کی بال چال کی اشاعت قابل قدر ہے۔انہوں نے ادارے کو مبارکباد دی۔"

اُس کے بعد شاستری جی ادارے کے کارکنوں سے فرداً فرداً ملے اور خوشی کا اظہار فرمایا۔۲۵ نومبر کو صبح سے لے کر شام تک دوستوں، ہمدردوں اور مخلص احباب کا تانتا بندھا رہا۔عظیم مصنف ابن صفی کی صحتیابی اور ڈیڑھ متوالے کی اشاعت کی خوشی میں ادارے کی طرف سے شیرینی تقسیم کی گئی اور مبارکباد دینے والوں کے ہجوم میں جناب شکیل جمالی اور عباس حسینی گھرے رہے۔

اس جلسے میں جن لوگوں نے شرکت فرمائی اُنمیں رائے امرناتھ اگروال، راجیندر کماری باجپئی ایم ایل اے، شمس الرحمان فاروقی آئی پی ایس اور مہاتما گاندھی کے سابق سکریٹری محمود احمد غزنی، صابر حسین نقوی ممبر کارپوریشن، نعیم صدیقی اور ہندی کے مشہور مصنف پیارے لال آوارہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

ناولوں میں ایک نیا ریکارڈ

۲۵ نومبر کی شام کو ڈیڑھ متوالے کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور دوسرے روز دوپہر تک تار ٹرنک کال کے ذریعے ہندوستان کے ہر گوشے سے ایجنٹوں کے آرڈر موصول ہونے لگے۔ادارے نے اس کی کوشش کی تھی کہ ۲۵ نومبر کو پورے ملک میں ہر جگہ ڈیڑھ متوالے کی کاپیاں پہنچ جائیں۔اس کے لئے خصوصی طور پر انتظامات کئے گئے تھے لیکن اس کے باوجود ۲۶ نومبر تک تمام کاپیاں ختم ہو گئیں اور بہت سے ساتھی ڈیڑھ متوالے پڑھنے سے محروم رہ گئے چنانچہ ۲۶ نومبر کی شام کو ڈیڑھ متوالے کے دوسرے ایڈیشن کا آرڈر پریس کو دیدیا گیا جو دنیا کے کسی بھی ماہنامے کے لئے ایک ریکارڈ کی سی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسرا جشن

۵ دسمبر کی سہ پہر کو وزیر قانون محترم سید علی ظہیر نے ڈیڑھ متوالے کے دوسرے ایڈیشن کا افتتاح فرمایا۔ سید صاحب کے اعزاز میں ایک پر تکلف اور شاندار عصرانہ دیا گیا۔ خوشی سے چمکتے ہوئے چہروں کے ہجوم اور کافی دور تک آراستہ کئے گئے راستوں سے گذرتے ہوئے محترم علی ظہیر دفتر کے اندر تشریف لائے جہاں خصوصیت سے عباس حسینی، شکیل جمالی اور محترم سید حسین حیدر صاحب جنرل منیجر اے ایچ وہیلر کمپنی نے موصوف کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور جناب عباس حسینی نے انہیں پھول پہنائے۔

ادارے کی طرف سے وزیر قانون کا استقبال کرتے ہوئے جناب ابن سعید نے کہا کہ ''گذشتہ پندرہ برس سے یہ ادارہ عوام میں جمہوریت، قانون اور انصاف کی جڑیں مضبوط کرنے کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ قصے کہانیوں کے ذریعے عام بول چال کی زبان میں یہ ادارہ ٹھوس اور بلند مقاصد کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ آج اپنے صوبے کے وزیر قانون کو اپنے بیچ میں پا کر قانون کی اہمیت کا احترام کرنے والے اس ادارے کو بہت خوشی [ہے] ۔''

اس کے بعد محترم عباس حسینی نے سید صاحب کی خدمت میں ڈیڑھ متوالے کا دوسرا ایڈیشن پیش کیا۔ سید صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

''مجھے بڑی مسرت ہے کہ یہ ادارہ ان مطبوعات کے ذریعہ ملک کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ جمہوریت کی بقا کے لئے قانون کا احترام لازم ہے اور موجودہ حالات میں یہ ضروری ہے کہ ہندی اور اُردو کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے اور ان دو بڑی زبانوں کے ذریعے عوام میں قانون کے احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ادارہ نکہت کو مبارکباد دیتے ہوئے میری دُعا ہے کہ یہ ادارہ اور ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔''

تقریر کے بعد معزز مہمانوں کے ہمراہ وزیر محترم صحن میں تشریف لائے جہاں عصرانے کا پُرتکلف اہتمام تھا۔ مہمانوں میں ڈاکٹر اعجاز حسین، پروفیسر احتشام حسین، ڈاکٹر عقیل رضوی، شریمتی راجیند رکماری باجپئی، جناب آر بی ایل ماتھر ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو اتر پردیش، جناب ہادی حسن صاحب ریٹائرڈ کمشنر، جناب وشنوکانت مالوی، شری پیارے لال آوارہ کے علاوہ شہر کے دوسرے معززین بھی موجود تھے۔

ڈیڑھ متوالے کے سلسلے میں منائے جانے والے یہ دونوں جشن انتہائی کامیاب رہے اور اس کامیابی میں ادارے کے تمام کارکنوں کے ساتھ خصوصیت سے محترم شکیل جمالی صاحب کا نام قابلِ ذکر ہے۔ جنہوں نے بڑی خاموشی سے اس جشن کی تنظیم اور ترتیب کی ذمہ داری کو پورا کیا۔

یہ دونوں جشن عوام کے اُس بے پناہ خلوص و محبت کے مظہر تھے جو انہیں اس ادارے سے ہے۔ ہمیں یہ تمام تفصیلات اپنے ان ساتھیوں تک پہنچاتے ہوئے بڑی مسرت ہے۔ ہمیں اور بھی خوشی ہوتی اگر ہمارے تمام ساتھی اس جشن میں شریک ہوتے اور ہمیں پوری امید ہے کہ اس سے عظیم تر جشن جب منایا جائیگا تو ملک کے ہر گوشے میں بسنے والے ساتھیوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد اس میں شریک ہو سکے گی۔

(نامہ نگار خصوصی)

اس کتاب میں سات تصاویر بھی شائع ہوئیں جن میں سے پہلی بڑے سائز میں سرورق کے اندر کی طرف ہے۔ اس کی سرخی ہے 'ڈیڑھ متوالے کا شاندار افتتاح' اور اس کے نیچے یہ عبارت ہے: ''۲۵ نومبر ۶۳ء کی صبح کو ۱۰/۱۰ محترم لال بہادر شاستری دفتر علمت تشریف لائے۔ جناب عباس حسینی ڈیڑھ متوالے کی پہلی جلد شاستری جی کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔''

بقیہ تصویریں صفحہ ۸ اور ۹ کے درمیان دو پلیٹوں پر شائع ہوئیں۔ ان کے نیچے درج عبارتیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ''کم قیمتوں میں ہندوستان کی دو بڑی زبانوں کی اشاعت'' جناب ابن سعید اپنی استقبالیہ تقریر میں محترم لال بہادر شاستری کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ادارے کی گذشتہ پندرہ سال کی ادبی خدمات پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ جناب عباس حسینی، جناب رائے امرناتھ اور محترم لال بہادر شاستری بڑے غور سے تقریر سن رہے ہیں۔

☆ ''ان کتابوں کی زبان بہت اچھی اور عام فہم ہے'' محترم لال بہادر شاستری اپنی جوابی تقریر میں ادارے کی خدمات پر اسکو مبارکباد دے رہے ہیں۔

☆ پُرمسرت استقبال: ادارے کے کارکنان نے مسکراہٹوں کے بیچ میں شاستری جی کا استقبال کیا۔ ہر شخص کے چہرے خوشی سے کھلے ہوئے ہیں۔ محترم عباس حسینی بھی مسرور کھڑے نظر آرہے ہیں۔ شاستری

جی کا رکنان سے مل کر خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں۔

☆ ''ملک کی ترقی کیلئے جرائم کا انسداد اور قانون کا تحفظ ضروری ہے'' محترم علی ظہیر اپنی جوابی تقریر میں زبان کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ادارہ عوام میں قانون کے احترام کا جذبہ پیدا کرنے میں بڑی خاموشی سے ملک وقوم کی مدد کر رہا ہے۔

☆ ڈیڑھ ستوالے کا شاندار افتتاح: ۲۵ نومبر کی صبح کو محترم لال بہادر شاستری (سابق وزیر داخلہ) جناب عباس حسینی کے ہمراہ دفتر عکہت میں داخل ہو رہے ہیں [۔] ان کے ساتھ شریمتی ولایتی دیوی بھی نظر آ رہی ہیں۔

☆ دوسرا جشن: ۵ دسمبر کو دفتر عکہت میں وزیر قانون وانصاف محترم سید علی ظہیر کی تشریف آوری پر جناب عباس حسینی انہیں پھولوں کا گجرا پہنا رہے ہیں۔

☆ شاندار اور پرتکلف عصرانہ تقریب کے اختتام پر محترم سید علی ظہیر صاحب کو ایک پرتکلف عصرانہ دیا گیا۔ میز پر جناب عباس حسینی کے ساتھ ان کے والد محترم جناب سید عباس حسین حیدر صاحب اور محترم علی ظہیر صاحب نظر آ رہے ہیں۔

☆ حاضرین جشن: وزیر قانون وانصاف سید علی ظہیر کی تقریر کے موقع پر دفتر عکہت کا ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے پہلی صف میں (دائیں سے بائیں) سید ہادی حسن صاحب ریٹائرڈ کمشنر، سید حسین حیدر صاحب، جنرل منجرا سے ایچ وسیار، پروفیسر احتشام حسین

یہ شمارہ جس پر ستمبر ۱۹۶۶ء کی تاریخ اشاعت درج ہے دراصل عمران سیریز کا اٹھائیسواں ناول ہے جو جاسوسی دنیا کے شمارہ ۱۴۷ کے طور پر شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت تک عمران سیریز کے ناول ماہنامہ عکہت کے طور پر شائع ہونا بند ہو کر جاسوسی دنیا ہی کے تحت شائع ہونے لگے تھے اور پھر آخر تک غالباً یہی سلسلہ جاری رہا۔

جاسوسی دنیا کا یہ شمارہ گیت اور خون اپنے نام ہی کی طرح دلچسپ اور سنسنی خیز ہے۔
اس کہانی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی پوری فضا بڑی رومان انگیز اور خوابناک ہے۔

جاسوسی ناولوں میں اس طرح کی فضا پیدا کرنا صرف محترم ابن صفی ہی کے بس کی بات ہے اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ انہیں اپنے قلم پر کتنی قدرت حاصل ہے۔

اس ناول میں عمران اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ بڑے بھرپور طور سے سامنے آتا ہے۔ اس کا طریقۂ کار بھی بالکل انوکھا اور جداگانہ ہے۔ وہ تنہا پورا معرکہ سر کرتا ہے۔ اس بار وہ اپنے ساتھیوں سے بھی کوئی مدد نہیں لیتا۔

ایک اجنبی لڑکی فریدہ سے اچانک عمران کی مڈبھیڑ ہو جاتی ہے۔

فریدہ-! جو بے انتہا دولتمند ہے اور تنہا اپنی بزنس کی مالک ہے۔ اسے اپنی محبت میں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر اسے یہ علم نہیں ہو پاتا کہ اس محبت کے پیچھے کتنی گہری اور خطرناک سازش کارفرما ہے۔ وہ تیمور کو صرف اپنے محبوب کی حیثیت سے جانتی ہے لیکن ایک دن عمران کی بے پناہ ذہانت اُس کے سامنے تیمور کا دوسرا رُخ بھی پیش کر دیتی ہے۔

یہ تمام واقعات اتنے تحیر آمیز اور دلچسپ انداز میں پیش کئے گئے ہیں کہ شروع کرنے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی کتاب سے نظر ہٹا لینے کو جی نہیں چاہتا۔ فریدہ کی دلکش شخصیت پوری کہانی پر چھائی ہوئی ہے۔ عمران کی دلچسپ اور عجیب و غریب حرکتیں اسے عمران سے اسقدر نزدیک کر دیتی ہیں کہ وہ اس کے بارے میں بڑے خوبصورت خواب دیکھنے لگتی ہے لیکن آخر میں جب اسے عمران کی اصل شخصیت کا علم ہوتا ہے تو اس کے سارے خواب بکھر جاتے ہیں۔

اس شمارے کے بعد محترم ابن صفی، کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا ایک انتہائی دلچسپ کارنامہ رُلانے والی پیش کر رہے ہیں جو اعلان کے مطابق یقیناً وقت سے آپ کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔

جاسوسی دنیا کے قارئین کے لئے یہ خبر بڑی مُسرت ہوگی کہ محترم ابن صفی اپنے پڑھنے والوں کی فرمائش پر ایک ضخیم ناول دیو پیکر دردناک لکھ رہے ہیں۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کی ٹیم پر مشتمل یہ پہلا ضخیم ناول ہوگا۔

ادارہ جاسوسی دنیا کی طرف سے بہت جلد یہ شاہکار ناول آپ کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ تفصیلات

آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

قیمتوں میں اضافے کے سلسلے میں ہم پہلے بھی اعلان کر چکے ہیں۔ اس ہوشربا گرانی وروں بدن سخت ہوتے ہوئے حالات کے پیش نظر ہمیں مجبوراً عام شماروں کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑا۔

جاسوسی دنیا بنگالی ایڈیشن کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ انشاءاللہ بہت جلد آپ کے اس محبوب ماہنامے کا بنگالی ایڈیشن منظر عام پر آجائیگا۔ اگر آپ لوگوں کی دعائیں شامل حال رہیں تو اردو اور ہندی کی طرح بنگالہ زبان میں بھی آپ کا ماہنامہ اتنی ہی مقبولیت حاصل کریگا۔

ستمبر ۱۹۶۶ء: گیت اور خون

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

مئی ۱۹۷۶

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جاسوسی دنیا پر شمارہ نمبر درج کرنے کا طریقہ ترک کر دیا گیا تھا۔ اس شمارے پر صرف جاسوسی دنیا اور فرشتے کا دشمن درج ہے جو عمران سیریز کے اکانویں ناول کا عنوان ہے۔

ابن صفی کا نیا شاہکار فرشتے کا دشمن حاضر خدمت ہے۔

یہ عظیم کہانی بلاشبہ جاسوسی ناولوں میں وہ بیش بہا اضافہ کرتی ہے جس پر پورا ایشیائی جاسوسی ادب ہمیشہ فخر کر سکتا ہے۔

یوں تو ابن صفی کے تمام ناول اپنے دلکش اسلوب اور نئی طرز فکر کی بنا پر ناقابل فراموش شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اس کہانی میں ان کی جدت پسندی اور انوکھی تخیل کی بڑی خوبصورت قوس قزح پھیلی ہوئی ہے۔

اس کہانی کی ابتدا جاسوسی دنیا کے گذشتہ شمارے علامہ دمشقاک سے ہوئی ہے اور یا اس کی دوسری کڑی ہے۔

علامہ کا کردار خود ایک مکمل داستان ہے۔ اتنا عجیب و غریب اور اچھوتا کردار صرف ابن صفی کا قلم ہی پیش کر سکتا تھا اور اس کردار کا تقاضہ تھا کہ اس کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے ورنہ آپ یقیناً تشنگی محسوس کرتے۔ اسی لئے کہانی طویل ہو گئی۔

فرشتے کا دشمن علامہ کے پُراسرار کردار کے علاوہ سنسنی خیز واقعات سے بھرپور ہے اور پھر جب عمران بھی موجود ہو تو واقعات میں کتنی دلچسپی اور دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کہانی کے اختتام کے لئے آئندہ شمارہ پیچارہ شہزور خاص نمبر کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے جو بیحد تہلکہ خیز ہے اور عمران اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

ہم نے اپنے قارئین کی سہولت کے پیش نظر خاص نمبر کی قیمت تین ہی روپے رکھی ہے۔

نکہت پاکٹ بکس

ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے بیحد مسرت ہے کہ نکہت پاکٹ بکس کا نیا ساتواں سٹ حسب روایت اپنی پوری دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ ۲۵ مئی ۱۹۷۶ء کو منظر عام پر آ رہا ہے۔

اس سٹ میں ابن صفی کی یادگار اور عظیم الشان کہانی 'بوغا سیریز' کے تحت پیش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے کا مکمل سٹ پہلی بار نکہت پاکٹ بکس میں شایع ہو رہا ہے۔ جاسوسی دنیا کے شائقین 'بوغا سیریز' کے ناولوں کو پسند کریں گے۔

مارچ ۱۹۷۶ء: فرشتے کا دشمن

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔

باب

متفرقات

جاسوسی دنیا ایک ماہانہ رسالے کے طور پر شروع ہوا تھا اور ۱۹۵۶ء میں الہ آباد کی عدالت میں عباس حسینی نے محکمہ ڈاک کے خلاف اسی بنیاد پر مقدمہ بھی لڑا تھا کہ جاسوسی دنیا کتابی سلسلہ ہے یا ماہنامہ ہے۔ چنانچہ شروع ہی سے اس میں کچھ ایسے پہلو ضرور شامل رہے ہوں گے جو ایک ماہنامے کے طور پر اس میں قارئین کی دلچسپی برقرار رکھیں۔ اس باب میں انہی متروکات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پہیلیاں

جاسوسی دنیا میں پہیلیوں کا سلسلہ غالباً شمارہ ۱۹ سے شروع ہوا اور پھر شمارہ ۲۸ اور ۳۲ کے درمیان کسی وقت ختم ہو گیا۔ بیسواں شمارہ جو میرے پاس موجود ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہیلیوں کا سلسلہ ایک ماہ پہلے شروع ہوا۔ اٹھائیسویں شمارے تک جتنے بھی میری نظر سے گزرے ہیں ان سب میں پہیلی موجود ہے مگر بتیسویں شمارے میں نہیں ہے۔ لہٰذا اٹھائیسویں کے بعد کسی وقت یہ سلسلہ ختم ہوا ہو گا۔

بیسویں شمارے کے صفحہ ۱۰ پر کہانی کے 'ختم شد' کے بعد جلی حروف میں 'ضروری اعلان' کی سرخی کے تحت درج ہے:

> ماہِ محرم کی وجہ سے ادارہ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہونے والی تعطیلات کا جاسوسی دنیا پر کوئی اثر نہ پڑ سکے اور ہمیشہ باقاعدگی سے پہونچنے والے اس ماہنامہ کے لئے آپ کو زحمت انتظار نہ سہنا پڑے۔ اسی لئے جاسوسی دنیا کی تاریخ اشاعت ۱۰ ستمبر رکھی گئی ہے لیکن چار ماہناموں کی بیک وقت تیاری نکہت معمے کا کام اور پابندی وقت کے لحاظ نے ہمیں مجبور کر دیا کہ

جاسوسی دنیا پہیلی نمبرا کی تاریخ کی توسیع کردی جائے۔ تمام حصے لینے والے اور قارئین نوٹ کرلیں کہ جاسوسی دنیا پہیلی نمبرا کی آخری تاریخ ۵ ستمبر نہیں ۱۵ اکتوبر ہے اور نمبر۲ کی تاریخ اسی اعتبار سے ۵ نومبر ہے۔ وہ تمام حل جو موصول ہو چکے ہیں محفوظ ہیں اور کسی طرح کی کوئی تبدیلی کے بغیر صحیح حل ۱۵ اکتوبر کو برآمد کرلیا جائیگا۔

پابندی وقت سے آپ کا محبوب ناول آپ تک پہونچانا ہمارا فریضہ ہے اور یقین رکھئے خواہ ہمیں کیسی بھی قربانی کیوں نہ دینا پڑے اس فرض سے ہم کنارہ ہی نہ کریں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہیلی نمبرا پہلے شائع ہو چکی تھی۔ آخری تاریخ میں التوا کی وجہ سے دوبارہ شائع کی گئی۔ صفحہ ۱۰۵-۱۰۴ پر یہ پہیلی اور صفحہ ۱۰۷-۱۰۶ پر پہیلی نمبر۲ موجود ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۱۰۸ پر شرائط جاسوسی دنیا پہیلی کی جلی سرخی کے نیچے سات شرائط درج ہیں۔

عموماً اس حصے کے صفحات کی عبارتیں ہر ماہ ایک جیسی رہتی تھیں جن میں صرف تاریخیں اور پہیلیاں تبدیل کردی جاتی تھیں۔ شمارہ ۲۰ سے اس حصے کا پہلا صفحہ یوں ہے:

جاسوسی دنیا پہیلی نمبرا

ایک ہزار دوسو پچاس روپئے کے انعامات

Rs. 1250

پہلا انعام بالکل صحیح حل پر: سات سو روپئے

دوسرا انعام ایک غلطی والے حل پر: ۲۵۰ روپئے۔ تیسرا انعام دو غلطی والے حل پر ۱۵۰ روپئے۔ چوتھا انعام تین غلطی والے حل پر: ۱۰۰ روپئے۔ خصوصی انعام ۵۰ روپئے سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کو۔

صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام ماہنامہ جاسوسی دنیا و ماہنامہ رومانی دنیا کے نومبر کے شمارے میں شائع ہوں گے۔ صحیح حل وہی سمجھا جائیگا جو ہمارے سربمہر حل جو الہ آباد بینک لمیٹڈ الہ آباد میں محفوظ رہتا ہے سے حرف بحرف مل جائیگا۔

اگر آپ صحیح حل کی نقل اپنے پاس منگانا چاہیں تو اپنے حلوں کے ہمراہ چار آنے کا ٹکٹ

اور پتہ لکھا ہوا لفافہ ارسال کر دیں۔ یا منی آرڈر میں چار آنہ زائد بھیجیں صحیح حل نتیجہ برآمد ہوتے ہی ارسال کر دیا جائے گا۔

حل بھیجنے سے پہلے شرائط پہیلی غور سے پڑھئے۔

ہر اشارے کے سامنے دو ممکن الفاظ دیے ہوئے ہیں۔ اپنا حل ان ہی ممکن الفاظ میں سے منتخب کیجئے۔

اس کے نیچے کوپن شائع ہوا جس کی سرخی "کوپن جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱" اور بعد میں پہیلی نمبر تبدیل ہوتا رہا۔ کوپن کی عبارت مندرجہ ذیل تھی:

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱ کے حل ارسال ہیں۔ میں نے شرائط بغور پڑھ لی ہیں اور مجھے آپ کے ہر فیصلے سے اتفاق ہوگا۔ فیس داخلہ بذریعہ منی آرڈر/ پوسٹل آرڈر ارسال ہے۔

نام

پتہ

منی آرڈر رسید/ پوسٹل آرڈر نمبر

اگلے صفحے پر پہیلی، جواب موصول ہونے کی تاریخ اور یہ عبارت درج ہے "اپنے تمام حل اور فیس داخلہ اس پتے پر بھیجئے: جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱، حسن منزل، الہ آباد نمبر ۳"۔ اس کے بعد پورے ایک یا دو صفحے پر شرائط درج ہوتی تھیں۔ شمارہ ۲۰ میں صرف سات شرائط درج ہیں لیکن اس کے بعد شرائط کی تعداد بڑھ گئی، مثلاً شمارہ ۲۱ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

شرائط جاسوسی دنیا پہیلی

۱۔ صحیح حل وہی سمجھا جائیگا جو ہمارے سربمہر حل جو الہ آباد بینک لمیٹڈ الہ آباد میں محفوظ ہے سے حرف بحرف مل جائیگا۔

۲۔ فیس داخلہ ایک حل کا ایک روپیہ اور ایک ہی نام سے تین حلوں کی رعایتی فیس ڈھائی روپیہ ہے۔ اس حساب سے آپ جتنے بھی حل چاہیں بھیج سکتے ہیں۔

۳۔ فیس داخلہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر سے روانہ فرمایئے۔ اگر فیس داخلہ منی آرڈر سے

بھیجیں تو وہ رسید جو ڈاکخانہ سے ملتی ہے اپنے حلوں کے ہمراہ ضرور منسلک کر دیں۔ تمام حلوں کے ساتھ منی آرڈر رسید یا پوسٹل آرڈر کا موصول ہونا ضروری ہے۔

۴۔ پاکستانی حضرات فیس داخلہ پاکستانی پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر سے ارسال کر سکتے ہیں۔ پوسٹل آرڈر بالکل سادہ اپنے حلوں کے ہمراہ منسلک کر دیں۔ منی آرڈر بھیجنے کی صورت میں فیس داخلہ جناب اسرار احمد کوارٹر نمبر اے/۱۶، سی ون ایریا لالوکھیت کراچی کو بھیج کر جو رسید ڈاکخانہ سے ملے اپنے حلوں کے ہمراہ دفتر جاسوسی دنیا کو ارسال کر دیں۔

۵۔ اپنے حلوں کے ہمراہ کوپن جاسوسی دنیا پہیلی ضرور بھیجیں ورنہ آپ کا حل شریک مقابلہ نہ کیا جائیگا۔ کوپن کاٹ کر بھیجیں۔ اس کی نقل کرنا خلاف قاعدہ ہے۔ حل کے نیچے اپنا نام پورا پتہ خوشخط لکھئے۔ حفاظت کے خیال سے رجسٹری سے بھیجیں تو بہتر ہے۔

۶۔ حل سادے کاغذ پر اشارات کا نمبر دے کر لکھ سکتے ہیں۔ الفاظ صاف اور خوشخط لکھیں۔ کٹے ہوئے اور پنسل سے لکھے ہوئے مشکوک حل انعام کے مستحق نہ ہوں گے۔

۷۔ ایک شخص کو ایک نام سے ایک ہی انعام ملیگا۔ بڑے انعام کو چھوٹے انعام پر ترجیح دی جائے گی۔

۸۔ اگر کسی انعام کے مستحق ایک سے زیادہ ہوں گے تو وہ انعام ان میں برابر تقسیم کر دیا جائیگا۔

۹۔ تمام حل شائع کی جانے والی تاریخوں پر مقررہ اوقات تک یا اس سے پہلے دفتر میں پہونچ جانے چاہئیں۔ حلوں کے دیر سے وصول ہونے یا گم ہو جانے کی کوئی ذمہ داری جاسوسی دنیا پہیلیوں پر عائد نہیں ہوگی۔ حلوں کے موصول ہونے کی معیاد گذر جانے کے بعد وصول ہونے والے حل شریک مقابلہ نہ کئے جائیں گے۔

۱۰۔ اعلان شدہ رقم میں حلوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے ترمیم یا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ حل اُردو یا ہندی میں بھیجے جا سکتے ہیں۔

۱۱۔ جاسوسی دنیا پہیلی کا ہر فیصلہ ہر مقابلہ کرنے والے کے لئے ہر حالت میں لازمی طور پر قابل قبول ہوگا اور پہیلی میں شرکت کرنا ان تمام شرائط کو منظور کر لینے کے مترادف ہے۔

۱۲۔ جاسوسی دنیا اور اس کے متعلقہ مطبوعات کا کوئی کارکن جاسوسی دنیا پہیلیوں میں

حصہ نہیں لے سکتا۔

۱۳۔ جاسوسی دنیا پہیلیوں کے اس مقابلہ میں حق سماعت صرف عدالتہائے لہ آباد کو حاصل ہوگا۔

۱۴۔ جاسوسی دنیا پہیلی میں شرکت مندرجہ بالا تمام شرائط کو تسلیم کر لینے کے مترادف ہے۔

اپنے تمام حل اور فیس داخلہ اس پتہ پر بھیجئے:۔

جاسوسی دنیا پہیلی۔ حسن منزل لہ آباد نمبر ۳

یہ پہیلیاں ابن صفی خود ترتیب دیتے تھے جیسا کہ شمارہ ۲۱ میں ان کی طرف سے شائع ہونے والے اعلان سے اندازہ ہوتا ہے:

جاسوسی دنیا پہیلی

ایک اعلان

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱ کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اسی دیانت داری اور ایمانداری کے ساتھ جس کا معیار میں نے اپنے ناول لکھنے میں آپ کے سامنے رکھا ہے پہیلی کا یہ نتیجہ بھی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اس نتیجہ سے [کذا؟: کی] تیاری سے پہلے مجھے دو عدالتوں کا بھی خیال تھا۔ پہلی عوامی عدالت یعنی جاسوسی دنیا اُردو ہندی کے پچاس ساٹھ ہزار پڑھنے والے جو مجھ پر اور میری تحریروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جنہیں میرے اوپر مکمل اعتماد ہے مجھے اُن کا خیال تھا کہ پہلی بار جب میں پہیلی کا سلسلہ شروع کیا ہے اور صرف میرے بھروسہ پر انہوں نے اپنی رقمیں بطور امانت میرے پاس جمع کی ہیں تو میں عوامی امانت دار کی حیثیت میں ہوں۔ دوسری اُس عدالت کا بھی مجھے خیال تھا جسے آج کل عموماً لوگ عبرت نہیں دیتے اور جہاں مرنے کے بعد کھڑا ہونا ہی پڑتا ہے اور پائی پائی کا حساب لیا جاتا ہے۔

مجھے فخر ہے۔ مجھے خوشی ہے۔ مجھے مسرت ہے کہ اللہ نے میرے اندر اتنی طاقت دی کہ میں اپنے تمام بھائیوں کی طرف سے عطا کی ہوئی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں اور جو کچھ رقم مجھے آپ لوگوں سے ملی وہ آپ ہی لوگوں میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ جاسوسی دنیا پہیلی

کی شرط نمبر ۱۰ کے تحت موصول شدہ حلوں کو دیکھتے ہوئے کل جتنی رقم کے حل موصول ہوئے اتنا ہی انعام بھی تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور آجکل جب کہ ہزاروں کی سرحد پھلانگ کر دوسروں کی جیبوں سے پیسہ نکال لینا بہت سارے لوگوں کا شیوہ بن چکا ہے میں اپنی پہیلی کے نتیجہ پر خوش ہوں۔

اس بار حلوں کے کم وصول ہونے سے میں قطعی افسردہ نہیں ہوں۔ اول تو ہزاروں کے اعلان اور دوسرے پہلی بار تیسرے چوٹ کھائے ہوئے عوام جو مشکل ہی سے کسی نئے معمے یا پہیلی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ایسے میں اتنے لوگوں کی شرکت بیحد حوصلہ افزا ہے اور آیندہ کے لئے ایک خوشخبری کا پیغام۔

میں نے تمام انعام حاصل کرنے والوں کے مکمل پتے لکھوائے ہیں تا کہ آپ سب ایک دوسرے سے خط و کتابت کر کے پہیلی بھرنے سے پہلے اُن کے مشوروں سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس سے بھائی چارہ بھی بڑھتا ہے۔ بھروسہ بھی بڑھتا ہے اور مشورہ حاصل کر کے انعام پانے میں بھی آسانی ہو سکتی ہے۔ خصوصاً وہ بھائی جنہیں انعام نہیں ملا ہے انہیں میرا مشورہ ہے کہ وہ انعام پانے والوں سے مل کر (مکمل پتے کی وجہ سے ملاقات میں آسانی ہوتی ہے) یا خط و کتابت کے ذریعہ مشورہ حاصل کریں اور انعام پانے کی کوشش کریں۔

یاد رکھئے - میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ آپ سب ہمیشہ پوری طرح مطمئن رہیں۔ انعام کی رقم میں کمی کا اثر نہ لیجئے۔ فرضی ہزاروں کے انعامات سے وہ رقم ہمیشہ اچھی ہوتی ہے جو مل جائے اور آپ کی پہیلی کی رقم بھی ہزاروں لاکھوں تک پہونچ سکتی ہے بشرطیکہ آپ کا تعاون ہمیں حاصل ہو۔

ایمانداری سے آپ سب کی خدمت میرا اصول ہے۔

آپ کا اپنا

ابن صفی

شمارہ نمبر ۲۱ میں صفحہ ۱۹۳-۱۹۱ پر "ہمارا انتخاب" کی سرخی کے تحت پہیلی کا جو حل شائع ہوا تھا اُس کی تمہید میں لکھا تھا: "جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱ کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ ایسے میں جب کہ دوسری تمام پہیلیوں اور

معموں کا نتیجہ بیس فیصدی سے زائد نہیں ہوتا۔ ہمارا نتیجہ پچاس فیصدی سے زائد رہا۔ آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ ہم نے ایک لفظ کو دوسرے پر ترجیح کیوں دی۔" اس کے بعد پہیلی کا تفصیلی حل درج تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاسوسی دنیا میں تفصیلی حل ہی درج ہوتے تھے اور انہیں ابن صفی خود تیار کرتے تھے۔

پہیلیاں جدول کی شکل میں پیش کی جاتی تھیں جن میں حل کی جگہ خالی چھوڑ کر سامنے دو کالموں میں "ممکن الفاظ" درج ہوتے تھے۔ جتنی پہیلیاں دستیاب ہو سکی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ا شمارہ ۱۹ اور ۲۰ میں شائع ہوئی۔ ڈاک سے اور دستی حل موصول ہونے کی آخری تاریخ ۵ اکتوبر ۵۳ء بے بجے شام تک تھی۔

ا۔ برسات کی راتوں کے مدھ بھرے گیت عاشق کے دلکو [ستاتے/بھاتے] ہیں

۲۔ شادی بیاہ میں کچھ لوگ بس [نام/ناچ] ہی کیلئے کافی پیسہ خرچ کر دیتے ہیں

۳۔ ڈرپوک پولیس مین بڑے [شور/چور] سے بھاتے ہیں!

۴۔ ایسی لڑکیاں خوش قسمت سمجھی جاتی ہیں جنہیں اچھے شوہر کیساتھ اچھا [زیور/دیور] بھی ملجائے

۵۔ [روگی/سوگی] عورت گھر والوں کیلئے مصیبت بن جاتی ہے

۶۔ سچی محبت میں عاشق کی ناکامیابی ہی محبت کی [ریت/جیت] سمجھی جاتی ہے

۷۔ [سیر/سفر] کا مزہ کچھ برسات ہی میں آتا ہے

۸۔ زیادہ [دُکھ/سکھ] آدمی کو کام چور اور ڈرپوک بنا دیتا ہے

۹۔ کبھی کبھی زیادہ [سونے/رونے] سے جی بھاری ہو جاتا ہے

۱۰۔ غریب لڑکیوں کو اچھا [گھر/بر] مشکل ہی سے ملتا ہے

شمارہ ۲۱ میں شائع ہونے والا جواب یوں تھا:

۱۔ساون کے مدھ بھرے گیت سب ہی کو بھاتے ہیں یا سب ہی پسند کرتے ہیں البتہ برہا کے ماروں کے دل میں برسات کی اندھیاری رات میں ساون کے گیتوں سے ایک ہوک اٹھتی ہے۔ستاتے اسی لئے منتخب کیا گیا ہے۔

۲۔نام اور شہرت کیلئے یوں بھی اور شادی بیاہ میں بھی کافی پیسہ خرچ کرنے والوں کی تعداد بہت ہے۔ "کچھ ہی لوگ" البتہ ایسے ملیں جو ناچ اور گانے جیسی فضولیات پر بہت پیسے خرچ کر دیتے ہیں۔ناچ درست ہے۔

۳۔بڑے چور سے ڈر پوک ہی نہیں اچھے اچھے پولیس والے بھی گھبرا جاتے ہیں اور کترانے لگتے ہیں۔البتہ بیچارہ ڈرپوک پولیس والا جب ہنگامہ یا شور سنتا ہے تو پسینہ چھوٹنے لگتا ہے اور ڈر کے مارے بری حالت ہو جاتی ہے۔مزاحیہ نشان! کی وجہ سے بھی شور ہی مناسب جواب ہے۔

۴۔زیور ایک عارضی اور نمائشی چیز ہے اور بہت سی غریب لڑکیوں کو تو شادی کے وقت ایک چھلا بھی نہیں ملتا۔دوسرے بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں جہیز کا رواج نہیں اور زیورات نہیں دیے جاتے لیکن شوہر کا بھائی یا دیور اگر اچھا ہے تو یقیناً وہ عورت خوش نصیب سمجھی جائے گی۔ایک اچھا دیور اپنی بھاوج کیلئے اولاد کی مانند ہوتا ہے جو بہت بڑی بات ہے۔دیور ہی درست ہے۔

۵۔اول تو سوگی کا لفظ مبہم ہے۔دوسرے جب کوئی عورت سوگ لیکر بیٹھتی ہے تو گھر والے بھی اُس کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔کوئی اُسے مصیبت نہیں سمجھتا۔تیسرے سوگی ہونا کسی کے لئے تکلیف دہ نہیں ہوتا۔وہ زیادہ سے زیادہ روتی ہے اور تو کچھ نہیں کرتی۔سوگی درست نہیں۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ بیماری مرد کے مقابلے میں عورت پر زیادہ اثر ڈالتی ہے اور انکی بیماری زیادہ جھنجھٹ اور بکھیڑے کھڑی کر دیتی ہے۔نسبتاً چڑچڑا پن بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ گھر والوں کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتی ہیں۔

۶۔جیت مقصد حاصل ہونے سے نہیں ہوتی ہے۔عاشق کی ناکامیابی بہر حال محبت کی جیت نہیں ہو سکتی۔لیکن محبت کی ریت یا دستور کچھ ہے یہی کہ عاشق ناکام رہے۔ریت درست ہے۔

۷۔ سفر برسات میں عام طور سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لیکن سیر میں برسات کی ہریالی جل تھل نکھار اور شادابی مزہ دے جاتی ہے۔ سیر درست ہے۔

۸۔ دُکھ میں آدمی دُکھ دور کرنے کیلئے اور نڈر ہو کر محنت کرتا ہے مگر سکھ میں یا آرام طلبی کی وجہ سے آدمی زیادہ کاہل ہو جاتا ہے اور آدمی کو آرام یا سکھ جب ہی ملتا ہے جب پیسے ہوں اور جب دولت ہوگی تو اُس کی حفاظت کا ڈر آدمی کے سر پر سوار رہتا ہے۔ سکھ درست ہے۔

۹۔ رونے سے جی ہلکا ہوتا ہے اور دل کا غبار نکل جاتا ہے۔ البتہ اگر آدمی زیادہ سو جائے تو کبھی کبھی اٹھنے کے بعد طبیعت بھاری معلوم ہوتی ہے۔ سونے درست ہے۔

اچھا گھر امیر لڑکیوں کو بھی مشکل سے ملتا ہے۔ دراصل غربت یا امارت کی بنا پر سسرال والوں کیلئے اچھے یا برے کا حکم لگانا درست نہیں۔ غریب ہونے کی وجہ سے ایسا رشتہ یا بَر جو ہر لحاظ سے اچھا ہو ملنا مشکل ہوتا ہے اور اس مشکل کی وجہ ان کی غریبی ہوتی ہے۔ بَر درست ہے۔

۲

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۲ شمارہ ۴۰ اور ۴۱ میں شائع ہوئی۔ ڈاک سے اور دستی حل موصول ہونے کی آخری تاریخ ۵ نومبر ۵۳ء ۷ بجے شام تک تھی۔

۱۔ ساتھی کے [روٹھ/چھوٹ] جانے کا کبھی کبھی کتنا دُکھ ہوتا ہے!

۲۔ [بیماری/بیکاری] میں پڑے رہنے سے جی اچاٹ ہو ہی جاتا ہے

۳۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ریس اور سٹہ کھیلنے والوں کو [بنتے/بگڑتے] ذرا دیر نہیں لگتی

۴۔ اس بہو کی تو سسرال میں بڑی آؤ بھگت ہوتی ہے جو [گُن/دُھن] والی بھی ہو!

۵۔ جو وکیل [سوچتے/بولتے] کم ہیں اور کرتے زیادہ ہیں ان ہی کی خوب چلتی ہے

۶۔ یہ سچ ہے کہ اُدھار [لینے/دینے] والے ہی کو روپیہ کی زیادہ فکر رہتی ہے

۷۔ ہر آدمی ایسی جگہ چاہتا ہے جہاں کام کم کرنا پڑے اور [نام/دام] زیادہ ہو؟
۸۔ جس سے [دُکھ/سُکھ] ہو نیچا ہو کبھی کبھی اُسے بھولنا مشکل ہو جاتا ہے
۹۔ دبانے سے دل کی آگ کبھی نہیں [بھڑکتی/بجھتی]
۱۰۔ [جیب/جیل] کاٹنے کے بعد ڈرپوک چور اور بھی ڈھیٹ ہو جاتا ہے۔

۵

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۵ شمارہ کا نتیجہ شمارہ ۴۵ میں شائع ہوا اس لیے پہیلی شمارہ ۴۳ اور ۴۴ میں شائع ہوئی ہوگی اور حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۵ فروری ۵۱ء ہی ہوگی۔

۱۔ بہت زیادہ [شان/دان] کرنے والی عورت اپنے شوہر کیلئے ایک مصیبت بن جاتی ہے۔
۲۔ جسے اس کا چسکہ لگا وہ پھر مشکل ہی سے کسی دوسرے کام کا رہ جاتا ہے [ستار/شراب]
۳۔ چالاک دشمن کی [بات/گھات] سے ہمیشہ بچ کر رہنا چاہیے۔
۴۔ [دھن/گن] والوں کو ہر جگہ اپنی عزت و مرتبہ کا بڑا خیال رہتا ہے۔
۵۔ پرانے زمانے کی رانیاں [راج/لاج] بچانے کیلئے اپنی جان دیدیتی تھیں۔
۶۔ سنسان اور اندھیری [راہوں/راتوں] میں ہی زیادہ تر چور اور ڈاکو پکڑے جاتے ہیں۔
۷۔ کبھی کبھی سخت [سردی/گرمی] میں کام کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔
۸۔ جاسوس مجرم کا پتہ لگانے کیلئے ہمیشہ اس کا [بھیس/بھید] جاننے کی کوشش کرتا ہے۔
۹۔ محبوب کا جلد ہی [مل/من] جانا کتنی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔
۱۰۔ [جیتنے/ہارنے] والے جواری کا کھیل چھوڑ کر اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔

شمارہ ۴۵ میں شائع ہونے والا جواب یوں تھا:

۱۔ دان کرنا ایک اچھی بات ہے۔ ایسی عورت مصیبت نہیں بن سکتی۔ شان دکھانا بُری چیز ہے اور اگر

بہت زیادہ ہو جائے تو یقیناً مصیبت کا باعث بن جائے گی۔ شان درست ہے۔

۲۔ شراب پینا بہت بُری عادت ہے۔ مگر یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ آج کی سوسائٹی میں بہت سے شرابی ہزاروں کام کرتے ہیں۔ دراصل شراب ایک لت ہے۔ سگریٹ، چائے کی طرح یہ دوسری بات ہے کہ شراب بہت بُری لت ہے۔ اس کے برعکس ستار کا چسکہ۔ یا شوق موسیقی یا سنگیت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور جسے یہ شوق ہو وہ دنیا کا کوئی دوسرا کام مشکل ہی سے کر پاتا ہے۔ ستار درست ہے۔

۳۔ ضرور دشمن کی گھات سے بچنا چاہئے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ دشمن اپنی گھات کا پتہ بھی نہیں لگنے دیتا اس لئے مشورہ غلط ہے البتہ اس کی ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اسی بنا پر یہ مشورہ ہے کہ اس کی بات سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

۴۔ دھن دولت والے کے لئے ضروری نہیں کہ ان کی عزت بھی ہو۔ دلال، بلیک مارکٹئے، چور بازار کرنے والے کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ پھر انہیں اپنے مرتبہ و عزت کا کیا خیال رہے گا؟ البتہ گن والے یا صاحب ہنر کے پاس چاہے دولت نہ ہو مگر عزت و وقعت ضرور ہوتی ہے اور اسی لئے انہیں اس کا بڑا خیال رہتا ہے۔ گن درست ہے۔

۵۔ لاج بچانے کیلئے عورتوں نے جان دی ہے۔ مگر رانیوں کی مناسبت سے راج ہی درست جواب ہے۔ لاج بچانے کیلئے معمولی عورتیں بھی جان دے سکتی ہیں۔

۶۔ چور اور ڈاکو پکڑنے کیلئے وقت کی قید غلط ہے۔ وہ دن میں بھی پکڑے جاتے ہیں اور رات میں بھی۔ اُن کی گرفتاری کا انحصار دراصل جگہ پر ہوتا ہے۔ راہوں اسی بنا پر درست جواب ہے۔

۷۔ گرمی میں بجلی کے پنکھے یا خس کی ٹٹیاں بچا سکتی ہیں مگر جاڑے میں لحاف اور چسٹر بھی کم از کم انگلیوں کو سردی سے نہیں بچا پاتے اور انہیں انگلیوں سے کام کیا جاتا ہے۔ جب یہی ٹھنڈ لگتی ہے تو کام کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ گرمی درست ہے۔

۸۔ مجرم کا بھید تو معلوم ہی رہتا ہے البتہ اس کا بھیس یا حلیہ جاننا ضروری رہتا ہے۔ اور اسی لئے جاسوس کوشش کرتا ہے۔ بھیس درست ہے۔

۹۔محبوب کے روٹھنے میں بھی مزہ ہے۔روٹھنا اور منانا تو لگا ہی رہتا ہے البتہ جس کی خواہش ہو اگر وہ جلد ہی مل جائے تو یقیناً بے اندازہ خوشی ہوگی۔مل درست ہے۔

۱۰۔جیتنے والا تو جہاں کچھ رقم ہاتھ آئی فوراً بھاگنا چاہتا ہے کہ کہیں ہاتھ آئی رقم کھسک نہ جائے۔جیتنے درست نہیں البتہ ہارنے والا اسی فراق میں بیٹھنا چاہتا ہے کہ شاید اس داؤں میں ہاری ہوئی رقم نکل آئے۔ ہارنے درست ہے۔

۶

شمارہ ۲۵ اور ۲۶ میں شائع ہوئی۔حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۵ مارچ ۵۴ شام ۷ بجے شام تھی۔

۱۔بازار میں بہت سی چیزیں صرف اپنے [نام/دام] کی وجہ سے زیادہ بکتی ہیں

۲۔[میت/پریت] نہیں تو زندگی بے مزہ ہے۔

۳۔[پائل/گھائل] کی آواز سے کبھی کبھی پتھر دل بھی دھڑک اٹھتا ہے۔

۴۔[چور/شور] کبھی کبھی تو بڑے بہادروں کو بھی دہلا دیتا ہے۔

۵۔زیادہ تر [نیچ/نیک] آدمی سب کو اپنے ہی ایسا سمجھتا ہے۔

۶۔کچھ فلمیں ایسی بھی ہیں جن کی مقبولیت مین [ناچ/گانا] کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔

۷۔اپنی آنکھوں کو [دھوپ/دھول] سے نہ بچانے والے کبھی کبھی بہت تکلیف اٹھاتے ہیں۔

۸۔تحقیقات کے بیچ میں زیادہ [بولنے/سوچنے] والا خود اپنے آپ کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

۹۔مشتبہ آدمیوں کی [دوستی/دشمنی] بھی کبھی کبھی بہت مہنگی ثابت ہوتی ہے۔

۱۰۔بچے تو کیا بوڑھوں کے منہ میں بھی [مٹھائی/کھٹائی] دیکھ کر] پانی آجاتا ہے۔

شمارہ ۲۶ میں شائع ہونے والا جولب یوں تھا:

یہ سے شمارہ ۲۵ اور ۲۶ میں شائع ہونا تھا مگر شمارہ ۲۵ میں جگہ کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں کی جا سکی۔ شمارہ ۲۶ اور ۲۷ میں شائع ہوئی۔

شمارہ ۲۶ میرے پاس موجود ہے۔ ۲۷ نظر سے نہیں گزرا)۔

۱۔ نئی نویلی بیوی کے [روپ/روگ] کی وجہ سے بیچارے شوہر کو اکثر گھر والوں کی کتنی ہی کڑوی باتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

۲۔ [دیس/دور] سے آنے والے کا لوگ کتنی بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔

۳۔ معمولی سے حادثہ پر [سوگ/شور] اچھا نہیں لگتا۔

۴۔ ایسے بھی لوگ گذرے ہیں جنہوں نے اپنی [بولی/ٹولی] سے اپنے وطن کو نقصان پہنچایا ہے۔

۵۔ زیادہ روپیہ [کمانے/بچانے] والا اگر معمولی حیثیت سے رہتا ہے تو سماج میں اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

۶۔ موٹے آدمی اس طرح [سوتے/روتے] ہیں کہ بے اختیار ہنسی آ ہی جاتی ہے!

۷۔ زیادہ پابندیاں بچوں کو اکثر [شریر/شریف] بھی بنا دیتی ہے [کذا: ہیں]

۸۔ کسی کو [بلا/بسا] کر پھر اسے ذلیل کرنا کتنی گری ہوئی بات ہے۔

۹۔ گرمیوں میں اس سے بچنا ہی چاہیے۔ [دھوپ/دھول]

۱۰۔ چور اور ڈاکوؤں سے جرم کا اقبال کروانے کیلئے [سختی ☆ نرمی] ہی سے کام لینا چاہیے۔

شمارہ ۲۸ میں شائع ہونے والا جواب یوں تھا:

۱۔ روگ یا بیماری میں کوئی کڑوی باتیں نہیں کرتا۔ ہمدردی کرتا ہے۔ روگ غلط ہے۔ نئی نئی دلہن کا روپ

اگر برا تب تو گھر والے طعنے دیں گے ہی۔ اور اگر اچھا ہے اس کی ہر حرکت پر نگاہ رکھی جائے گی۔ روک ٹوک ہوگی۔ اور غریب شوہر پر بولیاں بولی جائیں گی۔ مگر ایسا اکثر ہی ہوتا ہے۔ روپ درست ہے۔

۲۔ اشارہ میں کہیں یہ نہیں ہے کہ انتظار کرنے والا پردیس میں ہے جو وہ دیس سے آنے والے کا انتظار کرے گا۔ دیس درست نہیں۔ البتہ آنے والا اگر دور سے آرہا ہو تو ضرور بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے۔ دور درست ہے۔

۳۔ حادثہ اگر معمولی ہوگا شور بھی معمولی ہوگا۔ حادثات پر شور وغل کون مچاتا ہے؟ شور درست نہیں۔ البتہ ایسے لوگ ضرور ہیں جو ذرا سے حادثہ پر منھ ڈھانپ کر گہرے سوگ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یقیناً اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ سوگ درست ہے۔

۴۔ ٹولی یا جماعت یا پارٹی کسی ایک شخص کی ملکیت نہیں ہوتی۔ ''اپنی ٹولی'' کہنا ہی غلط ہے۔ البتہ اپنی تقریر [...] بیانات سے وطن کے مفاد کو نقصان پہونچانے والے لوگ ضرور مل جائیں گے۔ بولی درست ہے۔

۵۔ کسی کے روپیہ بچانے کا حال جاننا بڑی حد تک ناممکن ہے۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں نے اتنا روپیہ بچایا ہے۔ اور اگر معلوم ہو بھی جائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مقصد کیلئے ہو۔ اسے لڑکیوں کی شادی کرنا ہے پھر اگر وہ معمولی حیثیت سے رہتا ہے تو اسے اچھی نگاہ سے کیوں نہ دیکھا جائیگا۔ بچانے درست نہیں۔ کمانے والے کا علم عموماً لوگوں کو رہتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس کے بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ مگر عام نفسیات ایسے موقعوں پر صرف یہی سوچتی ہے کہ اتنے روپے کمانے والا پھٹے حال میں کیوں رہتا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے کمانا ہی درست ہے۔

۶۔ روتے دیکھکر ہمدردی پیدا ہوتی ہے نہ کہ ہنسی۔ روتے غلط ہے۔ ہاں موٹے آدمیوں کا سونا ان کے موٹاپے کی وجہ سے ضرور مضحکہ خیز ہوجاتا ہے۔ سوتے درست ہے۔

۷۔ بچوں کے ساتھ شریف کا لفظ بے معنی ہے۔ شرافت یا کمینگی کا تصور سن بلوغ پر پہونچنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ شریف درست نہیں۔ زیادہ پابندی بیشتر تو بچوں کو ٹھیک رکھتی ہے لیکن اکثر اس کا نتیجہ الٹا

بھی ہوتا ہے اور بچہ شریر ہوتا جاتا ہے۔ شریر درست ہے۔

۸۔ بسا کر ذلیل کرنا ''گری ہوئی بات'' میں [کذا نہیں] انسانیت کے خلاف ہے۔ بسا درست نہیں۔ البتہ بلانا اور پھر ذلیل کرنا ایک گری ہوئی نیچ بات ہے۔ ''گری ہوئی بات'' کی وجہ سے بلانا ہی درست ہے۔

۹۔ دھول سے تو ہمیشہ بچنا چاہئے۔ البتہ دھوپ جو جاڑے میں بڑی اچھی لگتی ہے۔ گرمی میں اس سے بچنا ضروری ہے۔ ورنہ آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔ دھوپ درست ہے۔

۱۰۔ چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ نرمی توبہ! توبہ! ایسے بدمعاش تو ڈنڈے ہی سے درست ہوتے ہیں۔ ان کے لئے سختی ہی واجب ہے۔ سختی درست ہے۔

۸

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۸ شمارہ ۲۷ اور ۲۸ میں شائع ہوئی ہوگی۔ ان میں سے شمارہ ۲۷ میری نظر سے نہیں گزرا۔ حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۵ جون ۵۴ء ۷ بجے شام تک تھی۔

۱۔ بہت سے لوگ [محبت/تجارت] میں سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔

۲۔ جس آدمی کو [کتاب/شراب] کا چسکہ لگ جاتا ہے پھر یہ شوق اُس سے نہیں چھوٹتا۔

۳۔ عورت کا [سنگھار/انگھار] دیکھ کر تو چاند کی دیوی بھی شرما جاتی ہے

۴۔ محلوں کی [بناوٹ/سجاوٹ] سے بھی دور دیس سے آنیوالے بہت متاثر ہوتے ہیں

۵۔ دوستوں کی مہمان داری میں کتنا [حرج/خرچ] ہوتا ہے!

۶۔ گہرا زخم [دھونے/چھونے] میں بھی کتنی تکلیف ہوتی ہے؟

۷۔ بہت زیادہ [مہنگی/سستی] چیزوں کو بھی خریدتے ہوئے آدمی ہچکچاتا ہے۔

۸۔ برسات کی راتوں میں یہ اور دل کو ڈرا دیتی ہے۔ [بدلی/بجلی]

۹۔ خطرے میں پھنسا ہوا جاسوس مجرم کے بڑھ چڑھ کر بولنے کے باوجود بھی عموماً اس سے نہیں [ڈرتا/لڑتا]

۱۰۔ زیادہ شور وغل کیوجہ سے کام کرتے ہوئے آدمی کا دھیان [ہٹ/بٹ] جاتا ہے

۹

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۹ شمارہ ۲۸ اور ۲۹ میں شائع ہوئی ہوگی۔ ان میں سے شمارہ ۲۹ میری نظر سے نہیں گزرا۔ حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۵ جولائی ۵۴ء ۷ بجے شام تک تھی۔

۱۔ کئی سال مسلسل جنگ میں پھنسے رہنے سے کسی ملک کی فوجی طاقت اکثر [گھٹ/بڑھ] بھی جاتی ہے

۲۔ اکثر بچوں کو کہانیاں [سننے/پڑھنے] ہی میں مزہ آتا ہے!

۳۔ جب ساری میدیں ختم ہو جاتی ہیں تب دشمن کا مقابلہ [ڈر/ڈٹ] کر کرنا ہی پڑتا ہے۔

۴۔ ایسے بھی لوگ اس دنیا میں ہیں جنہیں دوسروں کی پریشانی سے [دکھ/سکھ] ہوتا ہے

۵۔ مشہور ہے کہ بری [عورت/عادت] گلے پڑنے پر نہیں چھوٹتی

۶۔ ہندوستان کے [جنگل/دنگل] اب دوسرے ممالک کے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتے جا رہے ہیں

۷۔ الکشن میں وہی امیدوار اکثر [ہار/جیت] بھی جاتا ہے جو جھوٹا پروپیگنڈا زیادہ کرتا ہے

۸۔ نفع کی لالچ میں اکثر لوگ وہ سب کچھ [کر/سہہ] جاتے ہیں جسے یوں کبھی پسند نہیں کرتے

۹۔ [بیماری/بیکاری] میں کچھ بھی تو نہیں اچھا لگتا!

۱۰۔ بعض۔ کار خوبصورت عورتیں [چال/مال] کے ذریعہ بھولے بھالے نوجوان کو پھنسا لیتی ہیں

انعام پانے والے

شمارہ ۲۶ میں صفحہ ۱۸۷ پر "جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱ کا شاندار نتیجہ ایمانداری اور سچائی کا نیا معیار" کے تحت درج تھا:

جاسوسی دنیا پہیلی نمبر ۱ کے سلسلے میں ۴۹۸ روپے آٹھ آنے کے حل موصول ہوئے۔ لوگوں

کی ہمت بڑھانے کے لیے ادارہ نے اپنے تمام اخراجات خود ہی برداشت کرتے ہوئے
۴۲ روپے آٹھ آنے شامل کر کے پہیلی کی شرط نمبر ۱۰ کے مطابق کل ۵۲ روپے تقسیم کئے
گئے ہیں۔"

تفصیلاً درج تھا کہ پہلا انعام ۳۰۰ روپیہ، دوسرا انعام ۱۰۰ روپیہ، تیسرا انعام ۷۰ روپیہ، چوتھا انعام ۵۱ روپیہ ٹھہرا تھا۔ بالکل صحیح حل کوئی بھی وصول نہیں ہوا تھا اس لئے ایک غلطی والے حل کو پہلا انعام ملا اور اسی طرح علیٰ ہذا القیاس باقی انعام دیے گئے۔ نیز یہ بھی درج تھا، "زیادہ حلوں کا انعام بھی اس بار انہیں رقوم میں شامل کر دیا گیا ہے اس لئے کہ قریب قریب سب ہی بھیجنے والوں کے حلوں کی تعداد تین یا چھ تھی۔ تقسیم کی صورت میں کچھ آنے پڑتے تھے وہی آنے انعام کی صورت میں بڑھائے گئے ہیں۔" انعام پانے والے یہ تھے:

پہلا انعام:

۱ کانسٹیبل درویندر دت نمبر ۴۸۵ پولیس اسٹیشن چکر بھاٹہ بلاسپور

۲ بچھامدھی مہانت (پہلا انعام) سیکنڈ ایر، اڑیسہ اسکول آف انجینئرنگ کٹک

دوسرا انعام:

۱ محمد عبدالقدوس فضلی، پرنسپل دیوی ہائر سیکنڈری اسکول دیوی شریف بارہ بنکی